بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلى على رسوله الكريم وعلى عبده المسيح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۵ — ہفت روزہ بدر قادیان — شمارہ ۳۸

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۵ جمادی الاوّل ۱۴۱۷ ہجری ٭ ۱۹ تبوک ۱۳۷۵ ہش ٭ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۶ء

ہفت روزہ بدر

1504. Engr. M.Salam E.E.,
Power System Planning Directorate
H.P.S.E.B. Vidyut Bhavan
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لنڈن (ایم ٹی اے) ۱۷ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں الحمد للہ احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازی عمر، عظیم روحانی مقاصد میں عظیم الشان کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ۔ آمین ٭

ہندوستانی فلمیں بے حیائی اور بے غیرتی پھیلانے کا ایک بڑا ذریعہ

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ عالمگیر

”بھارتی فلمیں جو دکھائی جاتی ہیں سراسر گند سے بھری ہوتی ہیں اُوپر سے نیچے تک صرف گندی بلکہ کھوکھلی اور روزمرہ کے مذاق کو تباہ و برباد کر دینے والی نہ ادب کا کچھ رہنے دیتی ہیں، نہ شعریت کا کچھ باقی رہنے دیتی ہیں۔ محض بے ہودہ گندگی اور پھر ایسے توہمات میں مبتلا کرنے والی ہیں جن کا توحید کے ساتھ دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں بلکہ ان توہمات کے ساتھ توحید مٹنے لگتی ہے یعنی جب وہ توہمات دل پر قبضہ کریں تو ایسا رجس ہے، ایسی ناپاکی ہے جس کے ساتھ توحید پھر اکٹھی نہیں رہ سکتی تو توحید اپنے ڈیرے ان دلوں سے اُٹھا لیتی ہے“۔

”بعض گھر ڈش انٹینا کے ذریعہ دن رات ہندوستانی فلموں میں مگن رہتے ہیں ان کی اولادوں کی شکلیں بدل چکی ہیں ان کی روزمرہ کی طرزِ کلام میں فرق پڑ چکا ہے ان کے ہاں ہیرو کا تصور ہی بدل گیا ہے اور گندگی بے حیائی اور بے غیرتی یہ نئی نسل کا طرۂ امتیاز بنتا جا رہا ہے اور نہ عبادت کی ہوش، نہ کسی اور اعلیٰ مقصد کی یہاں تک کہ یہ لوگ اب اعلیٰ درجے کے لٹریچر سے بھی بالکل بے بہرہ ہو گئے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانی فلموں میں ادبی لحاظ سے بھی ایسی مکروہ چیزیں ہیں اور زبان کا معیار اتنا گرا ہوا ہے کہ جس قوم کو اپنی زبان سے پیار ہو، جس کو اپنی اعلیٰ قدروں کا خیال ہو وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتی کہ ان کی نئی نسلیں اپنا کلچر اپنا ادب، اپنی شعریت، اپنا مذہب اپنی روحانی اخلاقی قدریں ساری کی ساری فلموں کی نظر کر دیں۔ یہ جب گندگی مزید بڑھتی ہے تو آپ حیران ہوں گے کہ ان گھروں میں ایکٹروں کی ایکٹرسوں کی بڑی بڑی تصویریں چارٹ کی صورت میں دکھائی دیتی ہیں بعض لڑکیوں اور لڑکوں کے کمروں میں، لڑکوں کے کمروں میں ایکٹرسوں کی تصویریں اور لڑکیوں کے کمروں میں ایکٹروں کی تصویریں اور بڑے فخر سے لگاتے ہیں اور ماں باپ دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں بڑے ہوشیار بچے ہیں، کہاں سے تصویر حاصل کی تم نے، خوب گھر سجایا ہے

تو فلموں کی پرستش کرنے کے نتیجے میں تو ان ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی پرستش شروع ہو چکی ہے جو خود اپنی ذات میں ایک جھوٹ کا ملمع ہیں، جھوٹ کا مجسمہ ہیں۔ ایکٹنگ ہے ہی جھوٹ ان کے بیانات آپ پڑھ لیں ان کے متعلق اخباروں میں ان کے تبصرے پڑھ لیں ساری زندگی جھوٹ ہے ایک مصنوعی کھوکھلا سا بنا ہوا ہے اس کے اندر اور کچھ بھی نہیں“۔

”اب آپ دیکھیں کہ یہ حالت اگر احمدی گھروں میں بھی داخل ہو جائے اور چاہے ہزار میں سے ایک بھی ہو گئی ہو، ہو چکی ہے بعض جگہوں پر، تو ہماری اگلی نسلوں کا کیا بنے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دن بدن توجہ ایم۔ٹی۔اے کی طرف بڑھ رہی ہے اور جہاں جہاں یہ آواز پہنچی ہے، جہاں جہاں یہ تصویر پہنچی ہے اس نے دلوں کی پاکیزگی کا سامان شروع کر دیا ہے۔ سب سے بڑی خوشی کی خبر یہ ہے کہ ہمارے بچے تو اس شدّت کے ساتھ اس سے وابستہ ہو چکے ہیں کہ جیسے انہیں ایڈکشن ہو گئی ہو اور ہر جگہ سے یہی اطلاع ملتی ہے کہ بعض جگہ بڑوں کو بچے مجبور کرتے ہیں کہ ہم نے اور کچھ نہیں دیکھنا ہمیں یہ دکھاؤ۔ یہ اللہ کی شان ہے اس نے اپنے فضل سے اس ٹیلی ویژن کی محبت دلوں پر نازل فرما دی ہے۔

”پس ایم۔ٹی۔اے (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) ایک بہت ہی بڑا احسان ہے اتنا احسان ہے کہ ناممکن ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کر سکیں اللہ تعالیٰ کے حضور۔ سارے عالم میں جو جماعت نے ہم پر تربیت کی ذمہ داری ڈالی اور وہ بڑھ رہی ہے، تبلیغ کے تقاضوں کے بڑھنے کے ساتھ یہ ضرورت اور زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے ہم کیسے ادا کر سکتے تھے ناممکن تھا اور لاکھوں بنا کر ان کو پھر اندھیروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا یہ کونسی حکمت کی بات تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں یہ استطاعت ہے کہ یہ نظام مسلسل چوبیس گھنٹے تمام دُنیائے احمدیت میں ہر جگہ اللہ اور اس کے رسول کی باتیں پہنچائے گا اور دُنیا میں کوئی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جو اس نور سے خالی ہو پس جسقدر بھی خدا کا شکر ادا کیا جائے کم ہے“۔ (اقتباسات از خطبہ جمعہ ۵/۳/۹۶ مطبوعہ مبدر ۷/۱۱/۹۶)

تم ایسے ہو جاؤ کہ

خُدا تعالیٰ کے ارادے تمہارے ارادے ہو جائیں

کلماتِ طیّبات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام

”تم ایسے ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ کے ارادے تمہارے ارادے ہو جائیں اسی کی رضا میں رضا ہو۔ اپنا کچھ بھی نہ ہو سب کچھ اس کا ہو جاوے۔ صفائی کے یہی معنیٰ ہیں کہ دل سے خدا تعالیٰ کی عملی اور اعتقادی مخالفت اُٹھا دی جاوے خدا تعالیٰ کسی کی نُصرت نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود نہیں دیکھتا کہ اس کا ارادہ میرے ارادے اور اس کی مرضی میری مرضی میں فنا نہیں ہے۔

بس کثرتِ جماعت سے کبھی خوش نہیں ہونا اب اگرچہ چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی بلکہ جماعت حقیقی طور پر جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاوے حق اللہ اور حق العباد کو فراخدلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں دین کے واسطے اور اشاعتِ دین کے لئے ان میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو پر جسے میں ہدایت دوں۔ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو میں نور بخشوں۔ تم سب مُردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو میں روحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کی ستاری ڈھانکے رکھتی ہے ورنہ اگر لوگوں کے اندرونی حالات اور باطن دنیا کے سامنے کر دئے جاویں تو قریب ہے کہ بعض بعض کے قریب جانا بھی پسند نہ کریں۔ خدا تعالیٰ بڑا ستّار ہے انسانوں کے عیوب پر ہر ایک کو اطلاع نہیں دیتا پس انسان کو چاہیئے کہ نیکی میں کوشش کرے اور ہر وقت دُعا میں لگا رہے۔

یقیناً جانو کہ جماعت کے لوگوں میں اور ان کے غیر میں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہی نہیں ہے تو پھر خدا کوئی کسی کا رشتہ دار تو نہیں ہے کیا وجہ ہے کہ اِن کو عزت دے اور ہر طرح حفاظت میں رکھے اور اُن کو ذلّت دے اور عذاب میں گرفتار کرے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ ۵ : ۲۸)“۔

(ملفوظات جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۳۶ و صفحہ ۱۳۷)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان ٭

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۹؍ تبوک ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۱۲)

گزشتہ اقساط میں ہم دیوبندیوں کے غلط عقائد، اُن کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ مجید کی واضح گستاخیوں کے حوالہ جات اُن کی اپنی کتابوں سے محترم قارئین کو دکھا چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہم نے یہ بھی واضح کیا کہ اس جماعت نے یہاں تک گُل کھلائے ہیں کہ مُسلمانوں کو ذات برادری میں تقسیم کرکے اِسلام کی مساوات و اخوت کی تعلیم کو سخت نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

قارئین کرام! اسی پر بس نہیں، ان دیوبندیوں نے اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس وقت ہم اس کی ایک مثال آپ کے سامنے رکھیں گے اور بتائیں گے کہ یہ دیوبندی دراصل خادمِ اسلام نہیں بلکہ اسلام کی بنیادی اساس اور اس کے عظیم لٹریچر کو چوہوں کی طرح کُتر کُتر کر تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ دیوبندیوں کا نہایت خوفناک اور بھیانک کارنامہ یہ منظرِ عام پر آتا ہے کہ انہوں نے دیمک کی طرح اسلامی لٹریچر کو چاٹنا شروع کر دیا ہے۔ اور اُن کی دست بُرد سے بزرگانِ اسلام کی گراں قدر کُتب تو درکنار احادیث کی کُتب یہاں تک کہ قرآنِ مجید کے تراجم تک بھی نہیں بچے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثتِ مبارکہ کے روز سے ہی علماء کو اُن کی غلطیوں سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ اور قرآن و حدیث کے حوالوں سے ان کو سمجھایا کہ وہ آپؑ کے مقابلہ پر غلط نظریات کو اپنائے ہُوئے ہیں۔ آپؑ نے واضح طور پر بزرگانِ اسلام کی کتب کے حوالوں سے بتایا کہ جو نظریات آپ کے ہیں وہ درست ہیں۔ اور جو نظریات یہ علماء رکھ رہے ہیں وہ غلط ہیں، بزرگانِ اسلام اور قرآن و حدیث کی منشاء کے خلاف ہیں۔ اب بجائے اس کے کہ یہ قرآنِ مجید، احادیث اور بزرگانِ اسلام کی کُتب کے حوالہ جات کو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں دیکھ کر ضِد اور تعصب سے باز آکر سچے امام مہدی و مسیح موعود کو قبول کرتے انہوں نے اپنی ضِد اور تعصب اور مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا کہ بزرگانِ اسلام کی کتب، احادیث اور قرآنِ مجید کے تراجم میں من مانی تبدیلیاں کرنی شروع کر دیں۔ دیوبندیوں کا یہ ایک ایسا خوفناک جُرم ہے جس کے لئے تاریخ کبھی انہیں معاف نہیں کرے گی۔

ان ملّاؤں کی یہ حرکت بھی دراصل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔ سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے وہ علماء جو آپ کی مخالفت کریں گے یہود خصلت ہو جائیں گے۔ اور وہ تمام حرکات ان سے سرزد ہوں گی جو اس سے قبل یہودیوں سے سرزد ہو چکی ہیں۔ (مسلم جلد ۲ کتاب العلم و مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط الساعہ) یہی بھید ہے کہ ان یہود خصلت ملّاؤں کے لئے خدا نے مثیلِ عیسیٰ کو بھیجا۔ لیکن انہوں نے علماءِ یہود کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس مثیلِ عیسیٰ سے وہی سُلوک کیا جو پہلے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس "سلام" کی برکت سے آپ صلیب پر چڑھائے جانے سے محفوظ رہے، ورنہ گالیاں دینے، کافر کہنے، ستانے مارنے، حکومتِ وقت کو جھوٹی شکایات کرنے اور قتل کے جھُوٹے کیس بنانے یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء کہلانے والوں نے عیسائیوں تک کی طرف سے عدالت میں جا کر جھوٹی گواہیاں دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا (اس کی ایک جھلک آپ اسی شمارہ کے ایک دوسرے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی حقیقت کو یُوں واضح فرمایا ہے ؎

پر مسیحا بن کے مَیں بھی دیکھتا رُوئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

غرض اِس دَور کے علماء نے وہ تمام خصلتیں ظاہر کیں جو اِن سے قبل یہودی علماء حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے دَور میں ظاہر کر چکے ہیں۔ اُن میں سے ایک بد خصلت یہ تھی کہ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے دلائل و براہین سے بھری باتوں کا جواب نہیں دے سکتے تھے تو کلامِ پاک میں ہی تبدیلی کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ان کی اسی بد حرکت کا ذکر کرتے ہُوئے فرمایا ہے:-

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا. (النساء: ۴۷)

ترجمہ: جو لوگ یہودی ہیں اُن میں سے بعض (خدا کی) باتوں کو ان کی جگہوں سے ادل بدل دیتے ہیں اور (کہتے ہیں کہ) ہم نے سُنا اور باوجود اس کے ہم نے نافرمانی کی۔ اور (کہتے ہیں) کہ تو ہماری باتیں سُن (خدا کا کلام) تجھے کبھی نہ سُنایا جائے اور ہمارا لحاظ کر۔ یہ بات اپنی زبانوں سے جھُوٹ بولتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اور اگر وہ یوں کہتے کہ ہم نے سُنا اور ہم نے مان لیا اور کہتے کہ سُن اور ہم پر رحمت کی نظر کر۔ تو ان کے لئے بہتر اور زیادہ درستی کا موجب ہوتا (مگر وہ اس سے نہ صرف محروم رہے) بلکہ اللہ نے اُن کے کُفر کی وجہ سے اُن پر لعنت کی۔ اس لئے وہ ایمان نہیں لائے۔

پھر فرمایا:-

وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا. (مائدہ: ۴۲)

ترجمہ: اور یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں جو جھوٹی باتوں کو خوب سُنتے ہیں وہ یہ باتیں ایک اور جماعت کو سُنانے کے لئے جو تیرے پاس نہیں آئی بکثرت سُنتے ہیں۔ وہ خدا کی باتوں کو ان کے اپنے ٹھکانے پر رکھے جانے کے بعد ان کی اپنی جگہ سے ادل بدل دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تمہیں اِس طرح کا حکم دیا جائے تو قبول کر لو (یعنی ہمارے نظریہ کے مطابق بات ہو تو مان لو) اور اگر تمہیں اِس طرح حکم نہ دیا جائے تو اس سے بچو اور قبول نہ کرو۔ (بلکہ کلام کو ہی بدل ڈالو)

اِس دَور کے یہود یہ کام تو نہ کر سکے کہ قرآنِ مجید میں بھی تحریف و تبدیل کر دیں۔ کیونکہ قرآنِ مجید کے متعلق تو وعدہ ربانی ہے کہ اس کلام کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے (حجر: ۱۰) البتہ انہوں نے قرآنِ مجید کے تراجم۔ احادیثِ نبویہ اور بزرگانِ اسلام کی کتب کے ساتھ یہ سُلوک ضرور کیا ہے۔ مؤرخِ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ کی تحقیق کے مطابق جو تحریف شُدہ کتب اب تک منظرِ عام پر آئی ہیں ان میں سے چند ایک کے متعلق ہم اگلی اقساط میں اِنشاء اللہ بتائیں گے کہ یہ تبدیلیاں کن کن کتب میں کہاں کہاں اور کیوں عمل میں آئیں۔ اور اِنشاء اللہ ایسی کتابوں میں سے بعض پُرانی دینی کُتب کے عکس بھی شائع کریں گے جس سے یہ یہودیانہ خیانت صاف واضح ہو جائے گی۔ (باقی)

(مُنیر احمد خادم)

غزل

کچھ روز ہوئے مکرم محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم و مغفور کی ذاتِ والا کے تصور میں تھا اور اُن کی زندگی اور پھر قابلِ ستائش وفات پر رشک کر رہا تھا کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ شعر کہ ؎

"یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یارب ❊ یہ اِک اَور فصلِ گُل کی بہار تک تو پہنچے"

زبان پر آیا جس پر حضور اقدس نے فرمایا تھا کہ یہ شعر میں نے ان کو تصور میں لاکر لکھا تھا۔ تو مندرجہ ذیل اشعار میرے تخیل سے نکل کر سپُردِ قلم ہوئے ـــ آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں کہ اگر اسے "قابلِ بدر" سمجھیں تو نوازش ہوگی ❊

(منصُور احمد بی۔ ٹی۔ لندن)

اِک صدائے عاشقانہ۔ مرے دل سے جو اُٹھی ہے
بنے بات کچھ تو یارب۔ کہ وہ یار تک تو پہنچے!

یہ کہاں نصیب اپنے۔ کہ مَیں گُل کو چُوم لیتا
مرا دامنِ تمنّا۔ مگر خار تک تو پہنچے

نظرِ کرم ہو تیری۔ یہ التجا ہے میری!
بحرِ کرم کا دھارا۔ گنہ گار تک تو پہنچے

بیمارِ عشق تیرا۔ بس دید کا ہے طالب
اِک قطرۂ محبت۔ بیمار تک تو پہنچے

خالق بھی تو ہی آقا۔ رازق بھی تو ہی سب کا
اِک خوشۂ دلرُبا سا۔ نادار تک تو پہنچے

مرے درد کا مداوا۔ ممکن فقط اسی پر
مرا نالۂ بے نوا سا۔ سرکار تک تو پہنچے

گو ہے فیض عام جاری۔ منصور جانتا ہوں
اِک جامِ فیض کا بس۔ لاچار تک تو پہنچے

خطبہ جمعہ

ایم۔ٹی۔اے علم کی طاقت سے دنیا کے دلوں پر قبضہ کرے گا اور وہ علوم دے گا جو دین کے بھی ہیں اور دنیا کے بھی ہیں

(ایم۔ٹی۔اے کے لئے متنوع پروگراموں کی تیاری سے متعلق تفصیلی ہدایات)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء مطابق ۱۲ وفا ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کینیڈا اور امریکہ کے دورے کی توفیق ملی اور اگرچہ مصروفیات بہت زیادہ تھیں مگر حسب توفیق ان کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا فرمائی۔ مگر کمزوریاں بھی رہ جاتی ہیں جو بشری کمزوریاں بھی ہیں اور بعض دفعہ اتفاقات کی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ بعض انتظامات کے نقص ہیں جو بے اختیاری کے عالم میں ہوتے ہیں، بعض بھول چوک کے نتیجے میں۔ تو یہ تو ممکن نہیں کہ ایسے جلسوں میں جہاں ملک کے طول و عرض سے احباب خلوص کے ساتھ تشریف لائے ہوں ان کی تمام ضروریات کا پوری طرح خیال رکھا جاسکے یہاں تک کہ بعض دفعہ جذباتی تکلیفیں بھی پہنچ جاتی ہیں اور ان کا علم بعد میں ہوتا ہے اس لئے ان کا ازالہ کرنا بھی ممکن نہیں رہتا۔ مگر وہ جلسے جو گزرے ہیں ان کے بعد ایک اور جلسہ آنے والا ہے جو بہت قریب آ رہا ہے اور اس کے پیش آثار جو پہلے ظاہر ہونے والے آثار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد میں بھی دکھائی دینے لگے ہیں۔ انگلستان میں مسجد کے اردگرد اور بازاروں میں بھی وہ چہرے دکھائی دیتے ہیں جو محض للہ بڑے دور کے سفر کر کے اس جلسے میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔

سب سے پہلے تو میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ ان سب کو جو آگئے اور ان سب کو بھی جو آنے والے ہیں اور ان سب کو بھی جو آ نہیں سکے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور ان انتظامات کے سلسلے میں جو بشری کمزوریاں رونما ہوں ان سے صرف نظر فرمائیں اور جہاں تک ہو سکے عفو کا سلوک کریں اور بخشش کا سلوک کریں۔ کیونکہ انسان جو اپنے بھائیوں سے عفو اور بخشش کا سلوک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی عفو اور بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ پس عفو اپنی ذات میں ایک بہت اعلیٰ خلق ہے اور بخشش بھی اپنی ذات میں ایک بہت اعلیٰ خلق ہے لیکن اگر خدا کے حوالے سے کئے جائیں تو یہ دوہرا فائدہ ہے دنیا کا بھی اور دین کا بھی۔ کیونکہ جو اللہ کی خاطر عفو کیا جائے، اللہ کی خاطر مغفرت کی جائے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے اوپر یہ حق بنا لیتا ہے کہ ایسے بندے سے میں بھی عفو کا سلوک فرماؤں اور مغفرت کا سلوک فرماؤں۔ تو بہت ہی اچھا موقع ہے کہ بظاہر ایک تاریکی سے نور نکال لیا جائے اور یہ جو Blessing in Disguise کہا جاتا ہے انگریزی میں، دنیا میں تو صحیح معنوں میں اس محاورے کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں مگر دین میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بعینہٖ اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہر بدی سے جو بدی دکھائی دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے بھلائی نکالنے کے پہلو خود ہمیں سکھا دیئے ہیں اور ان کی ذمہ داری خود ادا فرماتا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب میں جو جلسہ کینیڈا اور امریکہ ہے اس کے حوالے سے ایک دو باتیں اور کہوں گا اور پھر ایک ایسی بنیادی ضرورت کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا جس کے متعلق پہلے بھی بارہا کہہ چکا ہوں مگر ابھی تک اس میرے منشاء کو پوری طرح جماعتیں سمجھ نہیں سکیں اس لئے بعض دفعہ تکرار کرنی پڑتی ہے۔ ایک بات آمنے سامنے بھی سمجھائی جائے بٹھا کر تو جب بھی بسا اوقات وہ پوری طرح سمجھ نہیں آتی۔ انسان سمجھتا ہے میں نے ابلاغ کا حق ادا کر دیا مگر سننے والا اس مفہوم کو صحیح سمجھتا نہیں۔ اس لئے اس پر عملدرآمد کے وقت نقص رہ جاتے ہیں۔ اور یہ جو نقائص ہیں یہ ایم ٹی اے سے تعلق رکھنے والے نقائص ہیں جن کی طرف میں آپ کو متوجہ کروں گا۔

کینیڈا اور امریکہ کے جلسوں میں جو خصوصیت سے میں نے بات محسوس کی بہت سے لوگ جو بہت دور سے تشریف لائے تھے ان کو ملاقات کا موقع نہیں مل سکا یعنی ذاتی ملاقات کا موقع نہیں مل سکا۔ اور اس کے لئے دونوں ممالک نے کچھ قوانین اپنے لئے بنا لئے تھے کہ اس دفعہ ان کو موقع دیا جائے جن کو کبھی بھی ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ اور اس پہلو سے اگرچہ ہزارہا ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو خاص طور پر دور سے ملاقات کی نیت سے آئے تھے اور اپنا حق کسی پہلو سے بالا سمجھتے تھے ان کو اس ملاقات نہ ہونے کے نتیجے میں ٹھوکر لگی، صدمہ پہنچا۔ بعض نے اظہار کیا، بعض کے اظہار ان کے چہروں پر لکھے ہوئے رستہ چلتے دکھائی دے رہے تھے مگر تکلیف کا بہرحال ایک موقع تھا۔ تو میں ان سب سے معذرت خواہ ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اتنی بڑی ملاقاتوں میں یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص سے ملاقات ناممکن ہے اور جب ہوتی ہے تو پھر اتنی مختصر ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ملاقات کے بعد جانے والے بڑی حیرت سے دیکھتے ہیں کہ اچھا وقت ختم بھی ہو گیا۔ ہم تو پندرہ سو میل سے آئے تھے یا دو ہزار میل سے آئے تھے تو آپ نے بس اتنا سا ہی وقت رکھا تھا۔ تو میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وقت میں کہاں رکھتا ہوں، وقت تو اللہ نے رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے چوبیس گھنٹے کے دن کی بجائے اڑتالیس گھنٹے کا دن دے دیں تو پھر میں آپ کے وقت کو بھی بڑھا دوں گا اور اپنی خدمت کے وقت کو بھی بڑھا دوں گا مگر یہ بے اختیاریاں ہیں۔

ایک طرف یہ مطالبہ کہ ہر ایک سے ملاقات ہو دوسری طرف یہ مطالبہ کہ ہر ملاقات سیر حاصل ہو تو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ اور جب میں دیکھتا ہوں بعض خاندان بے چارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہتے ہیں تو مجھے خود تکلیف ہوتی ہے اور شرمندگی محسوس کرتا ہوں کہ یہ بے چارے صرف دو منٹ کی ملاقات کے لئے بیٹھے ہیں۔ مگر وہ دو منٹ کو بڑھانا میرے قبضہ قدرت میں نہیں۔ کیونکہ ایک طرف جب بڑھاؤں گا تو دوسرے بچوں کی دل آزاری ہوگی جو ان کو اور بھی لمبا بیٹھنا پڑے گا اور ان کی ملاقات کا وقت اور بھی مختصر ہو جائے گا۔ اس لئے میں آپ کا وقت بانٹتا ہوں اصل میں۔ میرا وقت تو آپ کے لئے حاضر ہے۔ مگر جو وقت آپ سب کا مشترک ہے اس کو مجھے جس حد تک ممکن ہے انصاف سے بانٹنا پڑتا ہے۔ اب جو آنے والے ہیں وہ بھی اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ملاقاتوں کا جو سلسلہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ چکا ہے اور میں نے دو خلفاء کا زمانہ پہلے دیکھا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں جو سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہیں، انفرادی طور پر اس طرح فیملی ملاقات کی جو توفیق خدا تعالیٰ نے اس دور میں مجھے بخشی ہے اس کی کوئی مثال آپ کو پہلے دکھائی نہیں دے گی۔ ان کے وقت مجھ سے زیادہ مصروف رہے ہیں، زیادہ عمدہ نیکی کے کاموں میں وہ مشغول رہے ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک انہوں نے اپنے وقت کو بچا لیا، اپنی ذات کے لئے بچایا۔ صرف یہ مراد ہے کہ اب جماعت کے تقاضے اور طرح کے ہوگئے ہیں۔ اور تربیت کے حقوق میں ملاقات بھی ایک اہم جزو کے طور پر داخل ہو گئی ہے۔ اس زمانے میں جتنے احمدی تھے ان کو قریب رہنے کا موقع مل جایا کرتا تھا، جلسوں میں شامل ہو کر قریب بیٹھنے کا موقع مل جایا کرتا تھا۔ اب تو یہ دور درشن کے زمانے آگئے ٹیلی ویژن کے ذریعے پھیلے ہوئے خطابات اور تصویروں کے ذریعے دیکھنا یہ دور بدل گیا ہے۔ اور اگر اس دور میں انفرادی طور پر خاندانوں سے تعلق قائم نہ کیا جائے تو ان کے اندر وہ گہرا ذاتی رابطہ خلافت سے قائم نہیں ہو سکتا۔ وہ جو تعلق ہے دور سے دیکھنے سے یا سننے سے اس میں وہ مضبوطی نہیں جو اس تعلق میں ہوتی ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اور پھر اگلی نسل کو سنبھالنے کے لئے یہ بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے جب مل کے جاتے ہیں تو بسا اوقات ان کی طرف سے خطوط ملتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ بچے پھر اپنے ماں باپ کو سنبھالتے ہیں۔ اور اگر وہ ٹیلی ویژن کسی اور جگہ لگانا چاہیں تو کہتے ہیں نہیں ہم نے احمدیہ پروگرام دیکھنا ہے اور ملاقات کی یادیں ان کے دلوں پر ہمیشہ کے لئے نقش رہتی ہیں۔ تو یہ بے اختیاریاں ہیں ملنا تو ہے بہرحال ملنا ہے مگر ہر ملاقات کو لمبا نہیں کیا جا سکتا اور ہر ملنے والے کی خواہش کو پورا کرنا بھی ممکن نہیں رہا۔

ایک اور بات پیش نظر رکھیں کہ ملاقات کوئی ایسا معاملہ نہیں جو انصاف کے دائرے سے تعلق رکھتا ہو، جس میں لازم ہو کہ ہر ملاقات کی خواہش والے کو ملاقات کا وقت دیا جائے۔ جو وقت کی مجبوری ہے اس کے علاوہ بھی بعض ذاتی تقاضے ہوتے ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اگر ایک کو وقت دیا گیا اور وہ پہلے سال بھی مل چکا تھا اور دوسرے کو اس بناء پہ وقت نہیں دیا گیا کہ وہ پچھلے سال مل گیا تھا تو یہ ناانصافی ہے۔ ملاقات ایک ذاتی حق ہے اور قرآن کریم نے اس حق کو تسلیم فرمایا ہے اور قرآن کریم نے اس حق کو ہر مومن کے لئے تسلیم فرمایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو حق خدا تعالیٰ ہر مومن کو دے خلیفہ کو اس سے محروم کر دے اور اس پہ لازم ہو جائے کہ ہر ملاقاتی سے ضرور ملے اور اگر خود اس کو خواہش ہو کسی سے ملنے کی تو وہ اس وجہ سے نہ ملے کہ پھر دوسروں کی دلآزاری ہوگی۔ یہ تو بالکل ایک غلط بات ہے۔ اور قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ اگر تم کسی سے ملنے جاؤ، دروازہ کھٹکھٹاؤ، السلام علیکم کہو اگر اجازت ملے تو ملو ورنہ بغیر دل پر میل لئے واپس لوٹ جاؤ۔ تو ہر شخص کو اگر یہ ملاقات کا حق ذاتی طور پر خدا عطا نہ فرماتا تو ان آیات کے کیا معنے ہیں۔ پس اگر میں ذاتی طور پر کسی سے ملتا ہوں تو اس کو بعد میں طعن آمیزی کا

ذریعہ بنانے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ کیوں ملتا ہوں، اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض دفعہ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ بعضوں کے مشورے کی ضرورت پڑتی ہے اور اور بھی بہت سے ایسے ملاقات کے اسباب ہیں جن کا اس وقت احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر متفرق ضروریات ہیں انسان کی اور ان وجوہات سے ملنا پڑتا ہے۔ کسی کو زیادہ وقت دینا پڑتا ہے تو اس میں شکوے کا کوئی حق نہیں۔ جن سے ملاقات ہو جاتی ہے وہ چونکہ محض للہ ہے اس پر بھی شکریے کا محتاج نہیں ہوں۔ میں نے بھی محض للہ کیا، آپ نے بھی محض للہ کیا۔ نہ میں آپ کا ممنون، نہ آپ میرے ممنون مگر شکووں کا بھی مضمون کوئی نہیں ہے یہاں۔ جو نہیں ملنے آتا مجھے کبھی بھی اس سے شکوہ نہیں ہوا۔ سرسری ملاقات ہو جائے تو وہ بھی بہت ہے۔ جلسوں کے وقت جو ملاقاتیں ہوتی ہیں وہاں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملاقات نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بھی تو ایک ملاقات ہے اور بڑی اہم ملاقات ہے۔ جب سوال جواب کی مجالس میں ہم اکٹھے بیٹھتے رہے اور بار بار بیٹھتے رہے، ہر ایک کو موقع تھا اٹھ کر سوال کرتا انہوں نے جب اپنی ذاتی باتیں کہنے کی خواہش کا اظہار کیا تو ان کو بھی موقع دیا گیا ہاں آپ کہیں شوق سے اپنی ضروریات بتائیں۔ تو اگر یہ ملاقات نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ اور اس ملاقات سے تو بہتر ہے جو ٹیلی ویژن کے ذریعے ہوتی ہے۔ وہاں تو یک طرفہ ہے، وہاں ایک طرف سے انسان بات کر سکتا ہے اور دوسری طرف سے ایک بے اختیاری ہے۔ تو یہ کہنا کہ ملاقات سب سے نہیں ہوئی یہ بھی غلط ہے۔ ہوتی رہی ہے، بار بار ہوتی رہی ہے، رستہ چلتے ہوتی رہی ہے، آتے جاتے مسجد میں اور دوسرے مقامات پر ایک دوسرے کو ہم دیکھتے، ایک دوسرے کے لئے ہاتھ اٹھاکر سلام کرتے رہے تو یہ بھی تو ملاقاتیں ہی ہیں۔ پس اس پہلو سے آئندہ جلسے پہ آنے والوں کو میں نصیحت کر رہا ہوں حوالہ امریکہ اور کینیڈا کا دے رہا ہوں لیکن مخاطب وہ بھی ہیں جو اس جلسے پر تشریف لائیں گے۔ اس مضمون کو پیش نظر رکھیں دعا کریں اللہ تعالیٰ وقت میں برکت دے اور زیادہ سے زیادہ دوستوں سے ملنے کی توفیق بخشے لیکن اگر نہ ہوسکے تو پھر جلسے کی ملاقات ہی کو ملاقات سمجھیں۔ گھنٹوں جب آپ کے سامنے میں کھڑا ہوتا ہوں، باتیں کرتا ہوں تو وہ ملاقات ہی کی ایک صورت ہے۔

جو اللہ کی خاطر عفو کیا جائے، اللہ کی خاطر مغفرت کی جائے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے اوپر یہ حق بنا لیتا ہے کہ ایسے بندے سے میں بھی عفو کا سلوک فرماؤں اور مغفرت کا سلوک فرماؤں۔

اب میں ایک اور بات امریکہ کے ایک خطبے کے حوالے سے یہ کرنی چاہتا ہوں۔ ملک لال خان صاحب کینیڈا نے خط لکھا ہے جو مجھے کل ہی ملا، اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پسند کے شعر کی بات کی تو وہ ایک تمہید تھی جو بہت ہی دلچسپ اور پر لطف تھی جس سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ذوق میں جو دل کی کیفیت تھی جھانکنے کا موقع ملا لیکن غالباً آپ اگلا مصرعہ پڑھنا بھول گئے اور شاید وہ مصرعہ پڑھ کر مضمون مکمل ہونا تھا۔ اس لئے ہم انتظار کرتے رہے کہ وہ مصرعہ بھی پڑھا جائے تو بات مکمل ہوگی۔ اس میں میرے بھولنے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بھول تو میں جایا کرتا ہوں وہ قصور اپنی جگہ ہے لیکن اس موقع پر میری بھول چوک کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس حدیث میں ایک ہی مصرعہ تھا تو میں حدیث کی طرف دوسرا مصرعہ کیسے منسوب کر دیتا۔ میں شاعر کی نمائندگی تو کر ہی نہیں رہا تھا۔ میں تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے جذبات کی نمائندگی کر رہا تھا

"الا کل شیء ما خلا اللہ باطل"

یہ مصرعہ تھا جس کا ذکر حضورؐ نے فرمایا کہ کیا ہی پیارا شعر ہے۔ لیکن اگلا مصرعہ جو ہے وہ ان کو پسند آیا لکھنے والے کو، اچھا مصرعہ ہے لیکن حدیث میں موجود نہیں۔

"و کل نعیم لا محالۃ زائل"

ہر نعمت لامحالہ، بے شک ضرور زائل ہو جائے گی اور باقی نہیں رہے گی۔ تو یہ مصرعہ تو اچھا ہے مگر سوال یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کیا عمداً اسے نظرانداز فرمایا اور ایک ہی مصرعہ کو پسند کیا یا راوی نے پورا شعر یاد نہیں رکھا اور صرف ایک مصرعہ بیان کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی تحسین کا ذکر فرما دیا۔ میرے نزدیک راوی کی یاد داشت کا قصور نہیں ہے کیونکہ یہ ایک معروف شعر تھا جس کے متعلق اور بھی واقعات بیان کئے جاتے ہیں اور عرب تو شعر یاد رکھنے میں تمام دنیا پر فوقیت رکھتے تھے۔ بعض ایسے عرب تھے جو ایک ایک لاکھ شعر یاد رکھتے تھے یا جن کو یاد ہوتے تھے۔ بڑے لمبے لمبے قصیدے یاد ہوتے تھے۔ اس لئے وہ مصرعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے نظرانداز فرمایا ہوگا یہ میرا رجحان ہے اور اس کی ایک وجہ ہے۔

"و کل نعیم لا محالۃ زائل"

میں ایک ایسا مضمون ہے جس کا مذہب سے تعلق نہیں ہر انسان کی ایک بے ساختہ مجبوری ہے جس سے اس کا تعلق ہے۔ ہر نعمت ہر شخص کو پیاری لگتی ہے اور نعمت کے زائل ہو جانے کے شکوے ہر زبان پہ رہتے ہیں خواہ وہ دہریہ شاعر ہو یا غیر دہریہ ہو۔ تو وہ چیز جو ہر انسان کی بے اختیاری سے تعلق رکھتی ہے وہ تو آنحضورؐ کو پسند نہیں آئی۔ جس چیز نے دل پر اثر کیا ہے وہ پہلا مصرعہ ہی تھا

"الا کل شیء ما خلا اللہ باطل"

خبردار خدا کے سوا کوئی چیز بھی سچی نہیں، صرف ایک ہی سچا ہے۔ ایک ہی ہے جو اپنی ذات میں حق ہے، ہر چیز باطل ہے۔ اب یہ مصرعہ ایسی بلند شان کا ہے کہ دوسرا مصرعہ اس کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ شعری مضمون کے لحاظ سے تو مناسبت رکھتا ہے لیکن عرفان کے اعتبار سے یہ اس مصرعہ سے مناسبت نہیں رکھتا۔ پس اس پہلو سے میرا یہ تصور ہے جو میں نے غور کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے عمداً اس کو چھوڑا ہوگا اور اس مصرعہ کو بیان فرمایا ہوگا۔

اب رہا وہ ایم ٹی اے کے تعلق میں جو میں آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مضمون بھی ایسا ہے جو میں بارہا بیان کرچکا ہوں اور مختلف مواقع پر مثلاً جرمنی میں، ہالینڈ میں، کینیڈا میں، اور پھر امریکہ میں بھی جماعت کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ چوبیس گھنٹے ایم ٹی اے کو ایسے وڈیوز سے بھرنا، ایسے پروگراموں سے بھرنا کہ وہ سارے دلکش بھی ہوں اور معلومات سے بھی لبریز ہوں اور رجحانات کو مادہ پرستی سے دین کی طرف مائل کرنے والے ہوں یہ ہمارا ایک بہت عظیم چیلنج ہے جو ہم نے قبول کرلیا ہے اسے نبھانا ہے۔ اب اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے اور بہت عقل اور فہم کے ساتھ پروگرام بنانے کی ضرورت ہے۔ کیسے پروگرام بنائے جائیں۔ یہ وہ تفاصیل ہیں جو میں پہلے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جرمنی میں، ہالینڈ میں اور کینیڈا اور امریکہ میں کسی حد تک بیان کرچکا ہوں اور ان کے خلاصے تیار کروا کے افریقہ میں تمام جماعتوں کو بھجوا دیئے تھے تاکہ جو افریقہ کا دن ہم منائیں اس میں ان کی طرف سے ایسی وڈیوز مل جائیں جو میری خواہش کے مطابق دلچسپ بھی ہوں اور معلوماتی بھی ہوں۔ دینی رنگ ان میں غالب ہو اور ایک جشن کی کیفیت بھی ہو۔ لیکن جو وڈیوز آئیں اور آپ نے دیکھیں ان میں مشکل سے چند ایسے مقامات دکھائی دیئے جو ان کوائف پر پورے اترتے ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور بڑی افراتفری میں جہاں سے بھی کوئی ٹکڑا ایسا ملا جو دلچسپ بھی ہو اور کچھ دوسرے فوائد بھی رکھتا ہو وہ نکال کر آپ کے سامنے رکھا گیا۔

ہو سکتا ہے کہ لمبے عرصے کے انقطاع کی وجہ سے وہاں کے ہمارے مختلف ممالک کی جو جماعتیں ہیں انہیں میری پہلی ہدایات پہنچی نہ ہوں اور جو خلاصے لکھے گئے وہ پوری طرح واضح نہ ہوں۔ مگر اکثر ممالک جیسا کہ منشاء تھا اس کے مطابق وڈیو نہیں بناسکے۔ اگر یہ عذر ہو کہ ان کے پورے سامان نہیں ہیں تو پہلے خط کے جواب میں ان کو لکھنا چاہیئے تھا۔ پھر ہمارا فرض تھا کہ جب ان سے توقع رکھتے ہیں تو اس کے ذرائع بھی مہیا کریں۔ لیکن وہ نہ لکھنا اور ذہن پر یہ اثر رہنا کہ وہ سامان موجود ہوں گے اور پھر وہ چیز نہ بنے تو اس سے بہت کوفت ہوتی ہے۔ اور دنیا جو توقعات رکھ رہی تھی وہ پوری نہ اتریں تو احمدی، غیر احمدی ہر قسم کے لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں ان کے اوپر ایک احمدیت کی Efficiency کا، اس کی کارکردگی کا اچھا اثر نہیں پڑتا۔ پس اس پہلو سے آپ یاد رکھیں وہ پروگرام جو میں نے بیان کئے ہوئے تھے وہ ہم نے بہرحال بنانے ہیں۔

اور افریقہ کے حوالے سے خصوصیت سے میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں مثلاً یوگنڈا کی بات تھی۔ یوگنڈا کو چاہیئے تھا کہ اپنے تاریخی اہم واقعات کو ٹیلی ویژن میں پیش کرنے کے لئے اس کا کوئی طریقہ اختیار کریں۔ اپنے جغرافیائی اہمیت کے مقامات کو پیش کرنے کے لئے اور ایسے مقامات جہاں تاریخ اور جغرافیہ دونوں مدغم ہو جاتے ہیں ان کے متعلق بڑے دلچسپ پروگرام پیش کئے جاسکتے تھے۔ وہاں کی اقتصادیات، وہاں کا رہن سہن، وہاں کی قوموں کے اختلافات اور تاریخ میں یوگنڈا نے کیا کردار ادا کیا۔ اور وہ زمانہ جب کہ سارے افریقہ میں تعلیم کے لحاظ سے سب سے اونچا ملک یوگنڈا سمجھا جاتا تھا۔ اس کی پیداوار کیا کیا ہے۔ وہاں Lake Victoria کیا کردار ادا کرتی ہے اور دریائے نیل کا دہانہ کیا ہے۔ اور اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا اور کس شان کے ساتھ اس زمانے میں وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ ساری باتیں ایسی دلچسپ ہیں کہ اگر کبھی کوئی خوبصورت مناظر دکھائے جائیں پھر کچھ تبصرے ساتھ ساتھ چل رہے ہوں تو بہت لمبا مضمون ہے وڈیوز کا جو یوگنڈا سے ہی تعلق رکھتا ہے۔

احمدیت وہاں کب آئی؟ کون تھے احمدیت لانے والے؟ وہ کہاں دفن ہیں؟ ان کی قربانیاں، ان کے کتبے دکھائے جاتے، کس سن میں آئے تھے، کیا کیا قربانیاں کیں؟ ان کے خاندان اب کہاں پھیل گئے ہیں؟ اور سیاست کے لحاظ سے یوگنڈا کن کن ادوار سے گزرا ہے۔ اس پر غیر قوموں نے کب قبضہ کیا۔ اس سے پہلے کیا کیفیت تھی۔ اتنے مضامین ہیں کہ وہ اگر حقیقت میں اچھی فلموں میں ڈھالے جائیں تو ساری دنیا کے لئے بے حد باعث کشش بھی ہیں اور علم میں اضافہ کرنے والے بھی ہیں۔ مبلغین کی تاریخ، مبلغ پہلے کون آیا تھا پھر کون آیا؟ کن حالات میں انہوں نے وہاں گزارے کئے ہیں، کس تنگی ترشی سے انہوں نے وقت گزارے ہیں اور دین کی خدمت میں کیا کیا بہادری کے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ وہاں کے مقامی خاندان، اولین کون تھے، کیسے آئے، انہوں نے کیا کیا دکھ دیکھے، کن کن مصیبتوں پہ صبر دکھایا۔ وہاں کے معاندین کے حالات اور جب خوب جوش کے ساتھ مقابلے ہوئے ہیں تو کس طرح اللہ تعالیٰ کی تائید ظاہر ہوئی ہے اس شان کے ساتھ کہ مخالف کو نامراد اور ناکام بنا کے دکھا دیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے پاک بندوں کی تائید فرمائی۔ یہ یوگنڈا کی تاریخ سے تعلق رکھنے والے واقعات ہیں۔ ان کو سجا کر ایسی دلکشی کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے کہ کوئی انسان بھی یہ نہ سمجھے کہ تقریر ہو رہی ہے۔ اب جب بھی وڈیو کی توقع کی جاتی ہے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک آدمی آکے بیٹھ جائے اور تقریر شروع ہو جائے۔ تقریریں تو بہت ہوتی ہیں ہمارے ہاں

اور احمدیوں میں تقریر سننے کا حوصلہ بھی بڑا ہے۔ چھ چھ سات سات گھنٹے بیٹھ جانا کوئی معمولی بات تو نہیں۔ دنیا میں ہے کون جو اتنے صبر کے ساتھ تقریریں سن سکے۔ مگر یہ تو نہیں کہ اب صبر کا امتحان ختم ہی نہ ہو اور یوں صبر پر بوجھ ڈالیں کہ یہاں تک کہ صبر ٹوٹ جائے۔ اس لئے یاد رکھیں ٹیلی ویژن کا مقابلہ دوسرے دنیا کے ٹیلی ویژنز کے ساتھ ہے۔ وہاں بہت بڑے بڑے دلچسپ ایسے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں جو اکثر مخرب اخلاق ہیں، اکثر اخلاق کو برباد کرنے والے ہیں۔ اور کوئی بھی ٹیلی ویژن خواہ وہ دینی کہلائے یا غیر دینی جب تک میوزک نہ پیش کرے اس وقت تک اس کی بات نہیں بنتی۔ جب تک لغو اشتہار نہ دکھائے اس وقت تک اس کا گزارہ نہیں ہوتا۔ تو ہم ایک ہی وہ ٹیلی ویژن کا نظام پیش کر رہے ہیں جو سب سے مستثنیٰ، سب سے الگ ہے اور اس میں جان ڈالے رکھنا یہ ہمارا فرض ہے اور اپنی جان ڈالنی پڑتی ہے۔ ہم کوئی خدا تو نہیں کہ ہمارے امر کے ساتھ جان پڑ جائے۔ ہر بندہ جو محنت کرتا ہے، دل لگا کے محنت کرتا ہے فی الحقیقت تو اپنی جان ہے جو اپنے پروگراموں میں، اپنی تخلیق میں ڈالتا ہے۔

میرے ذہن میں جو ایم۔ٹی۔اے کا تصور ہے وہ بعینہ اس تعریف کے مطابق ہے کہ علم الادیان بھی ہم لوگوں تک پہنچائیں اور علم الابدان بھی پہنچائیں

اس پہلو سے ایسی ٹیموں کی ضرورت ہے جو ہر ملک میں طوعی طور پر اپنے سپرد کوئی ذمہ داریاں کرلیں۔ اور جب وہ پروگرام بنائیں تو اس سے پہلے پروگرام بنانے کے تعلق میں جتنی میں نے نصیحتیں کی ہیں ان سب کو یکجائی صورت پر اپنے پاس رکھیں اور ان کو غور سے سنیں یا تحریریں ہیں تو ان کو غور سے پڑھیں تاکہ یہ نہ ہو کہ پروگرام بنائیں اور بعد میں پتہ چلے کہ یہ ہمارے مقصد کا نہیں اس میں یہ نقص رہ گئے ہیں۔ تو پروگرام کا تجربہ یہ بھی تو ایک لمبا عرصہ چاہتا ہے۔ اس لئے کچھ بنانے تو شروع کریں اور ہر پہلو سے اپنے اپنے ممالک کی تصویر کو اس طرح پیش کریں کہ ایک سننے والے کی تشنگی دور ہو اور امکانات جو ہیں اس ملک کے ان کو بھی کھول کر سامنے رکھیں۔

اب یوگنڈا کی بات ہو رہی تھی اسی حوالے سے یوگنڈا میں تجارت کے کیا کیا امکانات ہیں۔ کون سی انڈسٹری لگ رہی ہے۔ اس کا کیا حال ہے، اس کی مشکلات کیا کیا ہیں۔ اگر بددیانتی عام ہے، اگر چوری کی عادت ہے، اگر جھوٹ کی عادت ہے تو باہر سے آنے والے مفادات کی کیسے حفاظت کرتے ہیں یا کرسکتے ہیں کہ نہیں۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جن کا MTA پر ذکر آنا ضروری ہے تاکہ تمام دنیا میں سننے والے اپنے اپنے حالات کے مطابق یہ جائزہ لیں کہ کیا وہ بھی اس ملک سے روابط میں کوئی حصہ لے سکتے ہیں کہ نہیں؟ ایکسپورٹ، امپورٹ ہے، انڈسٹری کا قیام ہے۔ وہاں سے چیزیں منگوانا ہے یہ بھی ایک پہلو ہے جو MTA میں تمام عالم کی خدمت کے طور پر پیش ہوسکتا ہے۔ اور پھر اگر وہاں جماعت کی وساطت سے بعض تصدیقات حاصل کی جاسکتی ہیں تو یہ بتانا چاہئے کہ یہاں ہمارا یہ مرکز ہے جس نے معلومات حاصل کرنی ہوں وہ یہاں سے معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

ملکی زبانیں ہیں ان کا تعارف ہونا چاہئے۔ پھر شعراء ہیں ملک کے ان کا تعارف ہونا چاہئے۔ ادیب ہیں ان کا تعارف ہونا چاہئے۔ ہر ملک میں کچھ لکھنے والے موجود ہیں ضروری تو نہیں کہ صرف انگریزی میں ہی یا عربی یا اردو میں ہی لکھنے والے ہوں۔ ہر ملک کی زبان ایک فصاحت و بلاغت کا رنگ رکھتی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے اس لئے ہر زبان جو طبعی ہو، جس میں ملاوٹ نہ ہو اس میں حیرت انگیز طور پر فصاحت و بلاغت کے امکانات رہتے ہیں۔ اور مقامی شعراء ان پڑھ بھی ہوں تو عظیم فصیح و بلیغ کلام کہنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ کس مضمون میں ان کی دلچسپی تھی اس پر بھی اگر روشنی ڈالی جائے تو بہت حد تک اس ملک کی تصویر ابھر کر ہمارے سامنے آجائے گی۔ اور یہ ایک ایسی سیر ہے جو بسا اوقات ملکوں میں جانے والے بھی نہیں کرتے۔ اکثر جاکر ظاہری صورتیں دیکھ کر واپس آجاتے ہیں اور بعد میں آکر ان کو پتہ چلتا ہے کہ وہ جو چیز ہم نے دیکھی تھی اس کے اندر تو یہ بات مخفی ہے اس کے پیچھے یہ تاریخ ہے، تو پہلے تاریخ ہو پھر آپ موقع پر جائیں تو ایک اور لطف ہے۔

MTA میں دونوں چیزیں اکٹھی جانی چاہئیں۔ مناظر کے ساتھ اس کے پس منظر بھی اور تاریخ بھی۔ اور معلوماتی خبریں جو سیاست سے بھی تعلق رکھتی ہوں، سوسائٹی سے بھی تعلق رکھتی ہوں۔ ان کی کھیلیں، ان کے بچوں کے مشاغل، ان کے کھانے کے طریق، پھل کون کون سے ہیں، کیا کیا نعمتیں خدا نے عطا فرمائی ہیں، ان کی کاشت کاری کے طریقے۔ بے شمار معلومات ہیں جو فلمائی جاسکتی ہیں اور ان میں دلچسپی تو ہے، کوئی بد پہلو نہیں ہے۔ یعنی ایسا لطف ہے جس کے بعد کوئی سر دردی نہیں ہوتی بعد میں۔ اور علم کے بڑھنے کا جو لطف ہے اگر کسی کو یہ عادت پڑ جائے تو یہ عادت ایسی ہے جو چھٹ نہیں سکتی، سب سے بڑا نشہ یہ ہے۔ تبھی صاحب علم لوگ دنیا کی لذتوں کے محتاج ہی نہیں رہتے۔ ایسے سائنس دان ہیں جو صبح پو پھوٹنے سے پہلے اپنی لیباریٹریز میں پہنچتے ہیں اور رات کا بارہ کا گھنٹہ وہ اپنی لیبارٹریز میں سنتے ہیں اور ان کے ذکر محفوظ ہیں۔ ان کو سوائے اس علم کے جس کی ان کو جستجو دل میں ایک لگن کے طور پر لگ گئی کسی چیز میں دلچسپی نہیں رہتی۔ نیوٹن کا بھی یہی حال تھا، دوسرے بڑے بڑے سائنس دان جنہوں نے ایجادات کی ہیں اور ہمیشہ کے لئے علم کی دنیا میں ان کا نام سنہری حروف سے لکھا گیا، ان مٹ حروف سے لکھا گیا ان کا مطالعہ کریں ان کو کوئی مجبوری نہیں تھی کہ وہ اتنا وقت اپنے خاندان سے کٹ کر اپنے کاموں میں لگائیں۔ مجبوری صرف یہ تھی کہ علم میں ایک نشہ ہے۔ علم میں ایک ایسی لذت ہے جس سے انسان کے اندر وسعتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ جو انا کا ایک مطالبہ ہے کہ میں پھیلوں علم اسے عطا کرتا ہے اور اعلیٰ رنگ میں عطا کرتا ہے۔ ایک انا کا مطالبہ ہے کہ میں پھیلوں وہ سیاست کے ذریعے پورا ہوتا ہے، خدا کے بندوں پر حکومت کے ذریعے پورا ہوتا ہے۔ اور اکثر اس صورت میں ظلم کرتا ہے انسان، اکثر حقوق تلفی کرتا ہے۔ اور سیاست کے ذریعے جو اپنی قوت اور اپنی انا کو پھیلانے کا مضمون ہے یہ نقصانات سے خالی نہیں ہے بلکہ اکثر اس کے نقصانات اس کے فوائد سے بہت زیادہ ہیں۔ اور علم ایک ایسی چیز ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ تبھی آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے سیاسی رسوخ کے ذریعے اپنی شخصیت بڑھانے کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ لیکن علم کے متعلق فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ چین بھی جانا پڑے۔ اس زمانے میں چین عرب سے بعید ترین جگہ تھی، اس سے زیادہ بعد کا تصور نہیں باندھا جاسکتا تھا۔ فرمایا چین کی مسافت بھی طے کرنی پڑے تو وہاں بھی جاؤ اور علم سیکھو۔

ایک تبلیغ کرنے والی جماعت کے لئے یہ علم کا انتشار کل عالم میں اس طرح ہونا چاہئے کہ ہمیں ہر قوم کے مزاج، انکی عادات، انکی پسند، انکی ناپسند کا علم ہو تاکہ ہم عالمی حیثیت سے ایک داعی الی اللہ کے طور پر ابھر سکیں۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ علم میں اپنی ذات میں ایک ایسی کشش ہے کہ اس کے ذریعے انسان کی شخصیت پھیلتی ہے اور اس کا فائدہ لوگوں کو پہنچتا ہے، نقصان کوئی نہیں۔ اور اگر علم کی لذت دل میں جاگزیں ہو جائے تو اس سے کردار کی عظمت بھی پیدا ہوتی ہے۔ صاحب علم میں از خود ایک کردار کی عظمت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی ذات میں غنی بنتا چلا جاتا ہے۔ یعنی لوگوں کا ہمدرد ہو بھی تو لوگوں کی ستائش سے بالا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کو پھر اس کی پرواہ نہیں رہتی کہ کوئی دیکھتا ہے مجھے کہ نہیں دیکھتا۔ کسی کو میں اچھا لگ رہا ہوں یا بد لگ رہا ہوں تو علم کا نشہ ہے اس میں وہ اپنی مصروف زندگی کے وقت گزار دیتا ہے۔ تو MTA علم کی طاقت سے دنیا کے دلوں پر قبضہ کرے گا اور وہ علوم دیگا جو دین کے بھی ہیں اور دنیا کے بھی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جو علم کی تعریف فرمائی کہ "العلم علمان علم الادیان و علم الابدان"۔ میرے ذہن میں جو MTA کا تصور ہے وہ بعینہ اس تعریف کے مطابق ہے کہ علم الادیان بھی ہم لوگوں تک پہنچائیں اور علم الابدان بھی پہنچائیں۔

علم الابدان کا جو یہ ترجمہ کیا جاتا ہے کہ صحت کا علم، یہ غلط تو نہیں مگر یہی ترجمہ نہیں ہے۔ ابدان سے مراد سائنس کا علم ہے Matter کا علم۔ اور دو ہی چیزیں ہیں یا خدا نے روحانی دینی کائنات پیدا فرمائی یا مادی جسمانی کائنات پیدا فرمائی۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ باقی جو کہانیاں اور اس قسم کے شعر و شاعری کے قصے ہیں یہ تو ایک غیر حقیقی قسم کا علم ہے۔ اصل علم وہ ہے جو سچا ہو۔ علم الادیان بھی سچا علم ہے اور علم الابدان بھی سچا علم ہے۔ جہاں مادے کی حرکتیں اور اس کی صفات، اس کے آپس کے تعلقات، ایک دوسرے سے مل کر وہ کیا نئی صفات پیدا کرتے ہیں، جہاں یہ مضمون چلے یہ علم الابدان ہے۔ اور اس پہلو سے سائنس کی ترقی مسلمانوں سے بطور خاص وابستہ ہونی چاہئے کیونکہ کوئی دنیا کا نبی ایسا نہیں جس نے اپنی قوم کو علم کے متعلق ایسی اعلیٰ صفت، ایسی اعلیٰ تعریف میں متوجہ فرمایا ہو۔ اس سے بہتر تعریف علم کی ممکن نہیں۔ اور متوجہ فرمایا کہ یہ تمہاری زندگی کے مشاغل ہیں۔ تمہیں یا علم ادیان حاصل کرنا ہے یا علم ابدان حاصل کرنا ہے۔

تو ایم۔ٹی۔اے کا کام بھی یہی ہے کہ اپنے ملک کے علم الابدان بھی بتائے۔ وہاں کس قسم کے بڑے بڑے سائنس دان پیدا ہوئے، اگر ہوئے۔ اور ان کے جو اقتصادی حالات، ان کے معاشرتی حالات، ان کے ادب کی تاریخ یہ اگرچہ بعینہ علم الابدان تو نہیں مگر اس مضمون کو جب وسعت دیں تو علم کے کسی نہ کسی دائرے میں تو بہرحال آتے ہیں۔ تو علوم میں دلچسپی کے لئے ان کو داخل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم خود شعروں کو نہ سنتے۔ حالانکہ قرآن کریم نے شاعر کے متعلق جو فرمایا ہے اس کے باوجود آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اشعار کو سنتے بھی تھے اور صحابہ کو بھی بکثرت اشعار یاد تھے۔ پس اگرچہ براہ راست علم الابدان تو نہیں ہے یہ مگر علم کی وسیع تر تعریف میں یہ باتیں بھی داخل ہیں۔ اس لئے میں یہ بھی نصیحت کرتا رہا ہوں کہ اپنے ملک کے سائنس دانوں ہی کا نہیں بلکہ ادیبوں کا تعارف بھی کروائیے۔ اور شعراء کا تعارف بھی کروائیے۔ ڈرامہ نگاروں کا تعارف بھی کروائیے۔ وہ کہانیاں جو بہت شہرت پاگئیں ان کا تعارف بھی کروائیے۔

یہ علوم جو ہیں یہ بے فائدہ بہرحال نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں بہت سے حکمت کے موتی بکھرے ہوئے

آپ کو ملیں گے۔ ہر قوم کے لکھنے والے نے حکمت کی باتیں کی ہیں ورنہ اسے وہ مرتبہ حاصل ہی نہ ہوتا جو اسے ادب کی دنیا میں حاصل ہوا۔ تو ان کو ابھارا جائے، ان کی لغویات کو بے شک دبی زبان سے ذکر کرکے چھوڑ دیں مگر جو اعلیٰ پائے کی باتیں مختلف قوموں کے شعراء اور ادیبوں نے لکھی ہیں اور کہی ہیں ان کا تعارف تو کروائیے۔ اپنے ملک کے لطائف بتائیں اور کھیلوں کے ساتھ وہ لطائف کی مجلس بھی لگ سکتی ہے۔ ہر ملک کا اپنا ذوق ہے، بعض ان کے لطائف پر آپ کو شاید ہنسی نہ بھی آئے مگر ان کو تو آئے گی بہر حال اور ہمارے علم میں تو اضافہ ہوگا کہ ان لوگوں کا ذوق کیا ہے۔ کس قسم کی چیزیں پسند کرتے ہیں۔ پھر قومی تعارف میں یہ ضروری ہے کہ یہ بھی بتایا جائے کون سی چیزیں ناپسند کرتے ہیں اور یہ ہمارے مبلغین کے لئے اور ویسے تبلیغ کرنے والوں کے لئے بڑی ضروری بات ہے۔

بعض دفعہ ایک بات کا کچھ اور معنیٰ لے لیا جاتا ہے۔ ایک ملک کے ایک دوست نے مجھے ایک دفعہ بتایا کہ پاکستان میں یہ رواج ہے اور ہندوستان میں بھی کہ جب ملتے ہیں تو پیار سے پیچھے تھپکی بھی دیتے ہیں۔ اول تو چھوٹا اگر بڑے کو دے تو یہ ایک بےوقوفی کی بات ہے لیکن یہاں بغیر دیکھے یہی رواج چلتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ بعض ملکوں میں اس کو برا سمجھا جاتا ہے، اس کو ایک گندی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اور وہاں اگر دیں تو وہ بھڑک اٹھتے ہیں لوگ۔ اب اس بے چارے کو کیا پتہ کہ میں نے تو بہت پاکیزہ محبت کا اظہار کیا تھا اس نے کیا سمجھا ہے۔ تو اس لئے ہر قوم کے رسم و رواج کا علم بھی ضروری ہے۔ اور ایک تبلیغ کرنے والی جماعت کے لئے یہ علم کا انتشار کل عالم میں اس طرح ہونا چاہئے کہ ہمیں ہر قوم کے مزاج، ان کی عادات، ان کی پسند، ان کی ناپسند کا علم ہو تاکہ ہم عالمی حیثیت سے ایک داعی الی اللہ کے طور پر ابھر سکیں۔ اس لئے یہ باتیں بھی بیان کرنی ضروری ہیں۔ پھر جب آپ شعراء کا ذکر کرتے ہیں تو ضروری تو نہیں کہ محض تقریر میں ہی ان کے شعر کی بات ہو۔ بچے اچانک وہ نغمہ شروع کردیں، کہیں بڑے اس آواز کو اٹھالیں اور پھر آپ اس کے ترجمے بیان کریں۔

اور اس کے برعکس اپنی زبانوں میں بھی پروگرام بنائیں۔ یہ پہلو جو ہے اب تک بالکل تشنہ پڑا ہے۔ اب ہم جب کہتے ہیں کہ ہم افریقہ کے لئے دو گھنٹے، کم از کم دو گھنٹے اس طرح ریزرو کرنا چاہتے ہیں کہ افریقن زبانوں ہی کی باتیں ہوں اور غیروں کے لئے ان کے ترجمے پیش ہوں۔ بجائے اس کے کہ اصل مضمون اردو یا انگریزی میں ہو اور ترجمے دوسری زبانوں میں ہوں۔ تو ان زبانوں میں اگر آپ پروگرام بنائیں گے نہیں تو ہم کیسے آپ کو دکھا سکیں گے۔ اب یوگنڈا کی جو زبانیں مشہور ہیں، جو زیادہ کثرت کے ساتھ سنی اور سمجھی جاتی ہیں، بولی جاتی ہیں یا لکھی جاتی ہیں ان زبانوں میں ہمیں پروگرام ملنے چاہئیں۔ لیکن ابھی تک یورپ کی طرف سے بھی پورے پروگرام نہیں مل رہے۔ سب سے زیادہ سنجیدگی کے ساتھ اگر کام ہوا ہے تو جرمنی میں ہوا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناروے کو توفیق ملی ہے کہ وہ اس معاملے میں کافی سنجیدگی سے، دیانتداری سے پروگرام بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ فرانسیسی زبان میں ہمارے نوید مارٹی صاحب کو توفیق ملی ہے اور اب ہمارے جہانگیر صاحب جو مبلغ سلسلہ ہیں وہ بھی اس کام کو بڑھا رہے ہیں لیکن اکثر زبانوں میں ایک خلا ہے، ایک تشنگی کا احساس ہے۔

لازم ہے کہ تمام دنیا کی جماعتیں مددگار ہوں اور ہر جگہ لوگ یہ اپنے آپ کو لگن لگا بیٹھیں کہ ہم نے بہترین، دلچسپ، اعلیٰ درجہ کے معلوماتی پروگرام اور پھر نغماتی پروگرام دنیا کے سامنے پیش کرنے ہیں۔

پس نہ صرف یہ کہ ہمیں ایسی زبانوں میں پروگرام دیں جو انٹرنیشنلی سمجھی جانے والی زبانیں ہیں جہاں زیادہ تر احمدی ہیں مثلاً اردو اور انگریزی میں۔ اور اپنے ملک، اپنے ملک کی تاریخ، اپنے ملک کے ادب، اپنے ملک کے دینی حالات، ملک کی دینی جماعتیں، ملک کے علماء کا حال اور دینی تعلقات کے معاملات، اخلاقی حالات یہ سارے مضامین ہیں جو بہت وسعت رکھتے ہیں۔ پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انڈسٹری، اقتصادیات، ان کی اخلاقی حالتیں، بین الاقوامی تجارتیں اور یہ سارے امور ہیں ان کے ذریعے آپ اپنے ملک کو باہر روشناس کرائیں گے مگر باہر کی دنیا کا علم آپ کو بھی تو پہنچنا چاہیے۔ جب تک آپ اپنی زبانوں میں باہر کی دنیا کا تعارف نہیں بنائیں گے اس وقت تک یوگنڈا میں براہ راست ایم.ٹی.اے سے وہ محبت پیدا نہیں ہو سکتی جو اپنی زبان میں سن کر پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح سواحیلی ہے اس کا بہت وسیع اثر ہے اور سواحیلی میں ہمیں بکثرت پروگرام چاہئیں۔ اب وہاں تنزانیہ نے اللہ کے فضل سے اچھا دلچسپ پروگرام بنایا تھا مگر بالکل چھوٹا سا۔ اور نہ کوئی احمدی مسجد دکھائی، نہ مبلغ کے آنے کا ذکر کیا، نہ وہ مراکز جہاں جماعت پھیلی ہے، نہ وہاں کے مبلغین اور ان کی خدمات کا کوئی تذکرہ، تو ملکی لحاظ سے تھوڑی سی چیزیں دکھا دینا کافی نہیں ہے۔ مراد یہ تھی کہ وسیع تر تعارف ہو اور ہو دلچسپ طریق پر۔ اب سیرالیون کے جو پروگرام ملے یا دوسری جگہوں کے ان میں وہ بات نہیں ہے جو میں نے خود جاکر وہاں دیکھی تھی۔ وہاں جب میں گیا ہوں تو ان کے بچے، وہاں کے بڑے از خود وارفتگی کے ساتھ جو اپنے دل کی خوشیوں کا اظہار، اپنے جذبات کا اظہار کرتے تھے اس میں ایک ایسی زندگی تھی کہ وہ حیرت انگیز طور پر دل پر اثر انداز ہو جاتی تھی۔ ان کا ناچنا وہ مغربی تہذیب کے ناچنے کی طرح نہیں ہے۔ ان کا ناچنا اس کے زیادہ مشابہ ہے جیسا کہ مصلح موعودؓ کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا خوشی سے اچھلو اور کودو۔ تو یہ سوچ لینا کہ ناچنا کودنا ہے تو حرام بالکل ناجائز بات ہے، یہ بیوقوفی ہے۔ ناچنا کودنا کیسا ہے۔ کیا دکھاوے کا اور نفسانی خواہشات کے اظہار کا ہے یا بے ساختہ اچھی باتوں پر ایک خوشی کا پھوٹتا ہوا چشمہ ہے۔ جیسے چشمہ ابلتا ہے، اس میں زیر و بم پیدا ہوتے ہیں، اونچ نیچ ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی بدن بھی بعض دفعہ خوشیوں کے ساتھ، خوشیوں کے جذبے کے مطابق اچھلتے بھی ہیں، کودتے بھی ہیں، پیچ و خم بھی کھاتے ہیں مگر اس میں بناوٹ نہیں ہوتی۔ یہ بے ساختگی اور بناوٹ سے پاک ناچنا مجھے سب سے زیادہ افریقہ میں دکھائی دیا ہے۔ وہاں قطعاً کوئی بھی جنسی پہلو اس میں نہیں ہے۔ یعنی احمدیت کی دنیا جو افریقہ میں میں نے دیکھی ہے وہ اپنے اس طبعی شوق اور جذبے کو جو ان کی فطرت میں ودیعت ہے کہ آواز کے ساتھ بدن میں ضرور حرکت پیدا ہو اس عمدگی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ اس میں کوئی گندا پہلو نہیں مگر حسن کا پہلو بہت نمایاں ہو کے ابھرتا ہے۔ مثلاً خوش آمدید میں آپ بعض دفعہ ہاتھ اونچے کر دیتے ہیں مگر رومال کو لہراتے وقت بدن بھی ساتھ لہراتے جائیں اسی طرح اور پتہ بھی نہ ہو لہرانے والے کو کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ یہ نظارے، جو ہیں ساتھ اس کے نغمے الاپنے جا رہے ہوں اور ان کی لے کے مطابق رومال بھی حرکت کریں، بدن بھی حرکت کریں اب کوئی اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ ایک طبعی فطرت کے پاکیزہ اظہار ہیں۔ اور اگر یہ ان کو وہ نہ کریں تو پھر دوسرا گند رہ جائے گا باقی۔

افریقن میوزک کا اور بدن کی حرکت کا ایسا عاشق ہے اور اس طرح بے ساختہ اس کی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ اسے دبایا جا ہی نہیں سکتا۔ صرف یہ سوال ہے کہ اس رستے پر چلایا جائے یا اس رستے پر چلایا جائے۔ تو جو دین کا رستہ ہے اس پر چلیں اور وہاں بھی جس حد تک ممکن ہے کچھ ان کی تادیب ہو، کچھ ان کو ادب سکھایا جائے کہ اتنا زیادہ بھی نہ کیا کرو۔ عورتیں اگر کرتی ہیں تو ان کو کہا جائے کہ ایک حد ہے اس سے زیادہ نہ نکلو۔ مگر یہ کہ اس جذبے کو ختم کر دیا جائے یہ ممکن نہیں ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت یہ نہیں کر سکتی۔ یہ بعض قوموں کے فطری جذبے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرما رکھے ہیں۔ ان کو ان سے کھینچ کر نکالا نہیں جاسکتا۔ پس ان کا اظہار کہیں دکھائی نہیں دیا۔ یعنی یوگنڈا کی فلم میں اور سکول ہی دکھایا جا رہا ہے، لیبارٹری دکھائی جا رہی ہے۔ کیا یوگنڈا سے اچھی لیبارٹری اور کہیں موجود نہیں ہے۔ اس میں کیا دلچسپی ہے ہمیں۔ ہاں سرسری طور پر بتا دیتے کہ یہ لیبارٹری باقی سب سے بہتر ہے اور خدا نے احمدیت کو توفیق بخشی، بات ختم کرتے۔ جوں لیبارٹری میں داخل کیا ہے باہر نکلنے کا رستہ ہی نہیں دکھایا یہاں تک کہ میں نے کہا کہ آئیے ہم کہیں اور چلتے ہیں۔

پس جب فلم بناتے ہیں تو سوچا تو کریں۔ یہ سوچا کریں کہ آپ پر اگر یہ فلم ٹھونسی جائے تو آپ کا کیا حال ہوگا۔ ایسی فلم بنائیں کہ جب آپ اسے دیکھنے لگیں تو پھر نظریں الگ نہ ہو سکیں، اٹھ نہ جائیں۔ اور ہر تعلیم میں دلچسپی کا پہلو پیدا کرنا یہ ہمارا اول فریضہ ہے ورنہ دنیا کے مقابل پر ہم مات کھا جائیں گے۔ اور اللہ کے فضل سے بہت حد تک خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق بخشی ہے کیونکہ جب غیر مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے ایم.ٹی.اے دیکھنا شروع کیا تو پھر نظر الگ نہیں ہوتی تھی اور اب اس کی عادت پڑ گئی ہے تو وہ احمدی نہیں جو مسلمان بھی نہیں جو عیسائی ہیں یا بعض ہندو بھی ان میں شامل ہیں جب وہ یہ باتیں لکھتے ہیں تو پھر یہ ایک تصدیق ہے کہ واقعۃً ہمارے پروگرام میں کوئی نہ کوئی جذب ضرور ہے اور وہ جذب اصل میں سچائی کا جذب ہے۔ پروگراموں میں لطف پیدا کرنے کے وقت بناوٹ نہ آنے دیں جہاں آپ کے پروگراموں میں بناوٹ آگئی وہاں یہ پروگرام مر جائیں گے۔ اور اکثر لوگ یہ تجزیہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ ہم کیوں ان پروگراموں کو پسند کر رہے ہیں کیوں دوسروں کو نہیں کرتے یا کرتے ہیں تو دل اتر گیا ہے ان سے۔

اصل بنیادی وجہ یہ ہے کہ احمدیت کے پروگرام جو ایم.ٹی.اے پہ دکھائے جاتے ہیں ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ سارے زندہ ہوں اور ہر طرح کی بناوٹ سے پاک ہوں۔ غلطیاں بھی ہوں تو غلطیوں کی معافی مانگ لی جائے اگر تصحیح بھی کرائی جائے تو سب کے سامنے کروائی جائے۔ پس آپ نے کئی دفعہ دیکھا ہوگا پروگرام میں میں بیٹھا ہوں ساتھ کہہ رہا ہوں جی اچھا یہ نہ کرو وہ کرو۔ کبھی دنیا میں ایسے پروگرام کہیں اور بھی دیکھے ہیں آپ نے کہ ٹیلی ویژن جاری ہے اور وہاں تصحیح ہو رہی ہے اور ادائیں بتائی جا رہی ہیں یہ نہیں کرنا وہ کرنا ہے۔ لیکن اس میں اپنا ایک مزہ ہے اور یہ وہ مزہ ہے جو کہیں اور آپ کو نہیں ملے گا کہ سچائی جس طرح پھول کھلتا ہے اس طرح کھل رہی ہے۔ اس کا ہر پہلو دکھائی دے رہا ہے اور پھولتا ہوا پھیلتا، پھولتا، پھلتا دکھائی دے رہا ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں ایم.ٹی.اے کی جو آپ کے تمام پروگراموں میں ہمیشہ باقی رہنی چاہئیں اور انکے بغیر ایم.ٹی.اے دنیا کے دل جیت نہیں سکتی۔ مگر جیت رہی ہے خدا کے فضل سے حالانکہ خامیاں بھی بہت ہیں۔ میری دعا یہ ہے کہ آپ سب کو تمام دنیا کے احمدیوں کو اپنے اپنے ملک اور علاقوں کے پروگرام بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب چین میں بھی ہمارے احمدی بس رہے ہیں ان سے میں نے کہا تھا جماعت آپ کو کہاں کیمرے لے لے کے دے گی ہر جگہ سے۔ آپ میں کھاتے پیتے لوگ ہیں اپنا کیمرہ خود خریدیں اور ہم سے یہ پوچھ لیں کہ کون سا خریدا جائے۔ اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ میری اس نصیحت کے بعد کیمرہ خریدا گیا ہے۔ اور تجربے کریں۔ مگر چین جیسے ملک میں تو بے شمار واقعات ہیں جو ماضی میں پھیلے پڑے ہیں۔ ان کے ماضی کو ہی اگر ٹیلی ویژن پر ان کے باقیات کے حوالے سے دکھایا جائے تو بہت عظیم الشان مضمون ہے۔ دیوار چین کب بنی، کیسے بنی، اس کے مناظر کہاں سے کہاں تک پھیلے ہیں۔ کبھی آپ کو جنوب میں دکھائی پڑے

گی، کبھی شمال میں دکھائی پڑے گی اور اندازہ کریں کہ وہ تین ہزار میل کے قریب لمبی دیوار ہے۔ اتنی چوڑی کہ اس کے اوپر بگھیاں دوڑتی ہیں اور مسلسل چلتی چلی جاتی ہیں اور پہاڑیوں کی بلندیوں پہ چڑھتی ہے، کھڈوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے اور مسلسل جاری ہے اور اتنی مضبوط ہے کہ دشمن پھر اس کو توڑ کر چین پر حملہ آور نہیں ہوسکا۔

اب یہ جو مضمون ہے اپنی ذات میں اس کا ایک تاریخی پہلو بھی ہے اور اس مضمون کو اس دیوار کے ساتھ بھی لگایا جاسکتا ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے کہ یاجوج ماجوج کے خطرے سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک بادشاہ کو توفیق عطا فرمائی تھی اور وہ کون بادشاہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں خورس تھا، دارا نہیں تھا اور جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے ایک ذرہ بھی مجھے شک نہیں کہ وہ خورس ہی تھا اور خورس کے سوا کوئی ہو نہیں سکتا۔ جس کی اتنی تعریف بائبل میں کی گئی ہو اور اس کی عظمتوں کے ذکر کے ترانے غیر مذہب کی کتاب گا رہی ہے جس کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے اور پھر خدا اس کو توفیق بھی بخشتا ہے اسرائیل کی خدمت کرنے کی اس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس نے بہت دور دور کے سفر کئے اس نے بھی دیواریں بنائی ہیں۔ تو یہ تحقیق کہ آیا چین کی دیوار پر کیا اس کا بھی کوئی اثر تھا کہ نہیں۔ جہاں تک زمانے کا تعلق ہے یہ دیوار اتنی پرانی ہے کہ ممکن تو ہے کہ اسی کے دور میں بنی ہو۔ لیکن براہ راست یا بالواسطہ اس کا اثر تھا کہ نہیں یہ بھی ایک تحقیق طلب امر ہے۔

تو ہر ٹیلی ویژن کے پروگرام کے پیچھے ایک تحقیق ہونی چاہئے اور صرف ظاہری نظاروں پر اس کو کھڑا نہ کریں۔ میں نے ملکوں سے درخواست کی تھی جہاں جہاں میں گیا کہ اپنے بچوں، بچیوں کو لڑکوں کو بڑوں کو بعض تحقیقات کے لئے وقف کریں اور ان کو معین کام دیں کہ یہ ٹیلی ویژن ہم نے بنانی ہے، ٹیلی ویژن کے لئے یہ پروگرام بنانا ہے اور اس کے لئے ہمیں اس اس تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور اس میں جب میوزیم آپ دکھاتے ہیں تو جب تک پتہ نہ ہو کہ یہ میوزیم کن کن چیزوں کو سمیٹے ہوئے ہے، ان کا پس منظر کیا تھا آپ کا محض تصویریں دکھا دینا تو کوئی کام کی بات نہیں ہے۔ پس گھر بیٹھے دنیا کے ہر احمدی کو تمام دنیا کی وہ باتیں معلوم ہوں جن کا معلوم ہونا انسان کے علم میں بھی اضافہ کرتا ہے اور اس کے لطف میں بھی اضافہ کرتا ہے اور اسے ایک بہتر داعی الی اللہ بنانے میں بھی مددگار ہوتا ہے۔

یہ پروگرام ہیں جو صرف انگلستان کے خدمت کرنے والے پورا نہیں کر سکتے۔ لازم ہے کہ تمام دنیا کی جماعتیں مددگار ہوں اور ہر جگہ لوگ یہ اپنے آپ کو لگن لگا بیٹھیں کہ ہم نے بہترین، دلچسپ اعلیٰ درجے کے معلوماتی پروگرام اور پھر نغماتی پروگرام دنیا کے سامنے پیش کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب جلسے نے پہلے وقت تو تھوڑا رہ گیا ہے مگر چونکہ براہ راست سب سن رہے ہیں کوئی نہ کوئی نمونے کی فلم ضرور بنا کے لائیں۔ وہ دو چار دن میں بھی بن سکتی ہے۔ تاکہ وہ آپ کی طرف سے ہم پیش کریں اور پھر آپ کو بتا سکیں کہ اس میں کیا کیا نقائص ہیں۔ آئندہ جب آپ وڈیو تیار کریں تو ان باتوں کا خیال رکھیں۔ پس جو تحفہ لانا ہے ان میں سے ایک یہ تحفہ ضرور ہو۔ بیٹوں کا تحفہ تو اول ہے لیکن نمبر دو یہ ہے کہ اعلیٰ درجے کی وڈیوز آپ کے ملک کی نمائندگی کرتی ہوئی آپ کے ساتھ آئیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۳۰/۸/۹۶)

ولادت

میرے چھوٹے بھائی محمد وسیم خان مبلغ سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے ۶ اگست کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "رغیب احمد خان" نام تجویز فرمایا ہے جو وقف نو تحریک میں شامل ہے نومولود مکرم سیف خان صاحب صدر جماعت احمدیہ سمور کا پوتا اور مکرم صوفی غلام احمد صاحب درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر)

☎ 543105
STAR☆ CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

طالب دعا:۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
Soniky
NTR
A TREAT FOR YOUR FEET
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگولین کلکتہ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794·2481652·248522

ارشاد نبوی

الدین النصیحۃ

(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)

(منجانب)

از۔ اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A. P) ☎ 041-219036 INDIA

(بقیہ صفحہ ۱۲)

کیونکہ ایک دوسرے پر برا اثر نہیں ڈالتیں اور کوئی نقصان نہیں ہوتا سوائے ایسے کیس میں جہاں بیلاڈونا کی علامتیں بہت واضح ہوں وہاں ایکونائٹ دینے کی ضرورت نہیں۔ عموماً اس بیماری میں بیلاڈونا زیادہ مفید اور گہرا اثر کرتی ہے اور بعض اوقات اکیلی ہی بیماری پر غلبہ پا لیتی ہے اور لمبے عرصہ تک کام کرتی ہے۔ اگر ایکونائٹ کی علامتیں واضح ہوں تو فوراً ایکونائٹ دینی چاہئے اگر دیر ہو جائے تو سلفر کی ضرورت پیش آئے گی۔

سردی لگنے کی وجہ سے اچانک کان میں شدید درد شروع ہو جائے تو ایکونائٹ بہت جلد اثر دکھاتی ہے۔ ایکونائٹ میں درد کے مقام پر دھڑکن کا احساس ہوتا ہے مریض شور اور موسیقی وغیرہ بالکل برداشت نہیں کرسکتا۔ ایکونائٹ کی ایک خاصیت پلسٹیلا سے بھی مشابہ ہے۔ بخار یا تکلیف کا اثر چہرے کے ایک طرف زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ ایک گال سرخ ہو جاتا ہے اور ایک زرد۔ عام طور پر بچوں میں یہ علامت نمایاں ہوتی ہے اور شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔ شروع میں ہی ایکونائٹ دے دی جائے تو نمایاں فائدہ ہوتا ہے۔ اگر دیر ہو جائے تو پلسٹیلا، لائیکوپوڈیم یا نیٹرم میور علامات پہچان کر دیں۔ دانتوں میں، سردی کے احساس کی وجہ سے درد ہو یا گلے میں تکلیف ہو تو ایکونائٹ دیں۔ اگر جسم کے کسی حصہ میں خون کا دباؤ زیادہ ہو جائے تو اندرونی یا بیرونی جریان خون شروع ہو جاتا ہے مثلاً انتڑیوں سے خون نکلنے لگے اور تشنج ہو جائے۔ بعض اوقات خالص خون آنے لگتا ہے تو اس میں ایکونائٹ بہترین علاج ہے۔ اگر صدمہ کے نتیجہ میں پیشاب بند ہو جائے تو فوری طور پر ایکونائٹ دیں۔ کسی عزیز کی وفات یا مالی صدمہ پہنچا ہو تو ابتدائی صدمہ میں اکثر ایکونائٹ کیس کو پیچیدہ بنانے سے بچا لیتی ہے۔ بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ یہ عورتوں کی بیماریوں میں مردوں کی نسبت زیادہ موثر ہوتی ہے۔ اگر عورتوں کی اندرونی تکالیف اور رحم کی سوزش وغیرہ میں اگر آغاز میں ایکونائٹ دے دیں تو اللہ کے فضل سے بیماریاں آگے نہیں بڑھیں گی۔ ایکونائٹ کی تکلیفیں کھلی ہوا میں کم ہو جاتی ہیں۔ رات کو، گرم کمرے میں خشک اور ٹھنڈی ہوا سے بڑھ جاتی ہیں۔

(حنیف احمد محمود کے قلم سے)

پاکستان میں معصوم احمدیوں کا بہتا ہوا لہو

دُنیا کی تاریخ میں انسانی حقوق کی پامالی کی شرمناک مثال

گزشتہ دو دہائیوں سے بھی زائد عرصہ سے پاکستان میں "تحفظ ختم نبوّت" کے نام پر احمدیوں کا خُون کسقدر سستا ہے، ان کے حقوق کسقدر کچلے گئے ہیں اور ان کے جذبات کس طرح مسلے گئے ہیں اور وہ کس طرح ایک مضبوط چٹان کی طرح صابر و شاکر ہیں زیر نظر مضمون میں دستاویزی ثبوتوں کے ذریعہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ (ادارہ)

کچھ عرصہ سے ملکی اخبارات اور رسائل میں علماء اور بعض بنیاد پرست لوگوں نے یہ آواز اٹھا رکھی ہے کہ ہم نے احمدیوں پر کون سے ظلم کئے ہیں جن کا وہ ڈھنڈورا پیٹ کر دنیا بھر میں پاکستان کو بدنام کرتے اور ان کی ہمدردیاں سمیٹتے ہیں۔ گذشتہ دنوں قاضی محمد اسلم سیف فیروز آبادی کا ایک چیلنج رسالہ "اہل حدیث" میں زیر عنوان "قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں" ان الفاظ میں شائع ہوا۔

"ہم چیلنج کرتے ہیں کہ امت مرزائیہ میں سے کوئی بھی یہ آکر بتلائے کہ ہم پر جبر و تشدد کیا جارہا ہے۔" (اہل حدیث 15 دسمبر 1995ء)

حال ہی میں ربوہ میں ایک کانفرنس کے دوران جو ظالمانہ قراردادیں پاس کی گئیں ان میں سے ایک کا تعلق احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی لمبی داستان پر یہی الزام لگا کر پردہ ڈالنے سے ہے۔ جس کا اخبار روزنامہ "صداقت" نے سہ سرخی کے ساتھ یوں ذکر کیا کہ انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں آکر دیکھیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر کوئی ظلم نہیں ہورہا۔ انہیں سماجی' سیاسی اور معاشی آزادی حاصل ہے۔

آج ذیل میں اس قرار داد پر تبصرہ کرنا مقصود ہے۔ اگر ان قراردادوں سے ذرا ہٹ کر اس کانفرنس کے انعقاد کا جائزہ لیا جائے تو ایک عقل مند انسان اس کانفرنس کے انعقاد کو ہی سب سے بڑا ظلم قرار دے گا۔ کیونکہ ایک شہر کے باسیوں کو جن کی تعداد 97 فیصد سے بھی زائد ہے اپنے گھر میں کانفرنس کرنے کی 12 سالوں سے اجازت نہیں۔ جبکہ باقی ماندہ تین فیصد کو وہاں پر اپنی من مانی کے تحت کانفرنس کرنے اور شہر کے باسیوں کی اکثریت کے جذبات سے کھیلنے کی سرعام اجازت دی جاتی ہے اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ختم نبوت کے نام پر بعض لوگوں کو ٹرکوں اور بسوں پر لاد کر وہاں لایا جاتا ہے جن کی تعداد بسیار کوشش کے چند ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی اور انہیں ننگی گالیاں دینے' برا بھلا کہنے کی اجازت دی جاتی ہے اور بعد میں بڑی بے باکی سے علی الاعلان یہ کہا جاتا ہے کہ کون سا وہ ظلم ہے جو ہم ان پر کررہے ہیں جس کا نام لے کر یہ پاکستان اور ملاں کو بیرون ملک بدنام کرتے ہیں۔

ربوہ میں حال ہی میں ہونے والی کانفرنس کے دوران اسلام کے ان نام [illegible]

ہستی مرزا غلام احمدؑ کا فوٹو سڑک کے کنارے پر چسپاں کیا اور اللہ اور رسولؐ کے نام پر جمع ہونے والے لوگوں کو اس پر جوتیاں برسانے کی ترغیب دلائی۔ (روزنامہ پاکستان 12 اکتوبر 1995ء)

(سرکاری) مسلم کالونی میں Wall Chawking کرتے ہوئے لکھا گیا۔

"مرزائیوں پر لعنت بے شمار
تین چیزوں سے ہمیشہ بچیں شیطان - شیزان
اور قادیان" وغیرہ وغیرہ

(نیوز لائن اپریل 1995ء)

ان تمام غیر اسلامی حرکتوں کے بعد قرارداد یہ پاس کی جاتی ہے کہ "ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے خون کا آخری قطرہ بہادیں گے۔"

خدا کی خاطر ذرا یہ لوگ غور کریں کہ ان کی یہ غیر اسلامی حرکات ہی ناموس رسالت کو مجروح کرنے والی ہیں۔ آنحضورؐ نے تو یہ پیاری تعلیم دی ہے اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ کہ جب تمہارے پاس کسی قوم (مسلم قوم کا ذکر نہیں ہر قوم مراد ہے) کا کوئی سرکردہ لیڈر آجائے تو اس کی اس کے مقام کے مطابق عزت کرو۔ دل بے شک اس پر ایمان لانے کی تحریک نہ کر رہا ہو مگر جہاں تک عزت دینے کا تعلق ہے یہ ایک اسلامی حکم ہے۔ مگر یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے اور ناموس رسالت کو مجروح کرنے کے بعد بھی تحفظ کے دعویدار بنتے ہیں اور ظلم نہ کرنے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں حالانکہ اس کانفرنس کی تمام کی تمام 15 کے قریب قرار دادیں ان کے اپنے دعویٰ کی قلعی کھول رہی ہیں اور مظالم ڈھائے جانے کی تائید کرتی ہیں۔

ایک غیر جانبدار انگریزی اخبار نے 1994ء کی ربوہ کانفرنسوں پر اپنا تبصرہ ان الفاظ میں کیا۔

Khatme Nabuwat Conference was held in Rabwah at which most provocative and inflammatory language was used against Ahmadiyyat its founder and his successors.

Though Ahmadis constitute 95% of Rabwah's population, they are not allowed to hold any public meeting there.

Politics and Business March 27, 1995, Page 40

آج سے 1500 سال قبل جب مسلمان قریش مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کرگئے تھے تو قریش مکہ نے بھی آج کے نام نہاد ملاں کی طرح یہی واویلا کیا تھا اور خود حبشہ پہنچ کر شور برپا کیا تھا کہ ہم نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ان کو ہمارے ساتھ واپس بھیجا جائے۔

ظلم کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ظالم کبھی اپنی ناروا حرکتوں کو تسلیم نہیں کرتا اور انہیں ناجائز قرار نہیں دیا کرتا۔ آج کے یہ ملاں کیوں امریکہ کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں جب وہ تمام اسلامی ممالک پر ظلم پر ظلم ڈھائے جارہا ہے اور ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہے کہ ہم کوئی ظلم نہیں کررہے سپر پاور کی حیثیت سے ہمیں سفید کو کالا اور کالے کو سفید کہنے کا حق ہے۔

ایسی قراردادیں پاس کرنے سے قبل کاش یہ ملاں عربی ڈکشنری کھول کر ظلم کی تعریف دیکھ لیتے۔ جہاں ظلم کے تحت لکھا ہے۔ وضع الشی علی غیر محلہ ظلم کہ کسی چیز کا بے محل جگہ پر رکھا جانا ظلم کہلاتا ہے۔ اس تعریف اور اصول کے تحت اسلام کے نام پر یہ تمام قراردادیں اگر ظلم نہیں تو اور کیا ہیں۔

قراردادیں پاس کرتے وقت انہوں نے اپنی پوری عقل استعمال کی ہے اور کہا ہے کہ احمدیوں کی طرف سے واویلا کس قسم کا انہیں سماجی' سیاسی اور معاشی آزادی حاصل ہے اور مذہبی آزادی کے نام کو ہضم کرگئے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مذہبی آزادی تو ہم نے چھین رکھی ہے اور جہاں تک سماجی' سیاسی اور معاشی آزادی کا تعلق ہے۔ آئندہ صفحات میں آنے والے واقعات سے باآسانی اندازہ لگایا جاسکے گا کہ کہاں تک سماجی' سیاسی اور مذہبی آزادی احمدیوں کو دے رکھی ہے۔ معاشرہ میں اکٹھا بیٹھ کر نہ کھانے کی ترغیب' مختلف جگہوں پر سوشل بائیکاٹ کا اعلان۔ کلیدی آسامیوں سے احمدی کو ہٹایا جانا۔ ووٹنگ کا حق تک چھین لینا کہاں تک سماجی' سیاسی اور معاشی آزادی ہے۔ ملک کے تقریباً" ہر شعبے میں ایک ایسا فارم گردش کرتا دکھائی دیتا ہے جس پر ملک کا ہر سرکاری مسلمان دستخط ثبت کرکے حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ کی مخالفت کرتا ہے نیز مسلمانوں کے معروف عقیدہ ظہور امام مہدی کا انکار کرتا ہے اور رسول خدا ﷺ کے فرمان کہ کسی کو گالی مت دو وہ تمہارے اوپر الٹائی جاتی ہے' کے تحت وہ حضور علیہ السلام کو برا بھلا کہہ کر خود کو برا بھلا کہہ رہا ہوتا ہے یہ ظلم اگر ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مذہب کے نام پر جماعت احمدیہ کے 44 سے اوپر افراد تاریخ پاکستان میں قتل کردیئے گئے ہیں اور جو مقدمات آج تک بنائے گئے ان کی تفصیل ذرا ملاحظہ کریں اور اس ظلم کا اندازہ لگائیں یہ مقدمات صرف 1984ء سے 1995ء تک کے ہیں۔

1- کلمہ کیسز 201 -
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 722
2- پیشگوئی کسوف و خسوف پر مقدمات 3
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 50
3- پمفلٹ اک حرف ناصحانہ پر مقدمات 11
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 27
4- اذان دینے پر مقدمات 17
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 36
5- قرآن پاک جلانے کے الزام میں مقدمات 3
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 5
6- تبلیغ کرنے کے الزام میں مقدمات 107
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 376
7- مسلمان ظاہر کرنے پر مقدمات 113
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 363
8- اسلامی اصلاحات استعمال کرنے پر مقدمات 38
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 99
9- مباہلہ کیسز 48
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 147
10- مختلف نوعیت کے مقدمات 100
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 501
11- صد سالہ جشن تشکر پر مقدمات 6
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 27
12- 295/C کے تحت مقدمات 32
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 131
13- حضور انور پر مقدمات کی تفصیل 16
14- مکرم نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل پر مقدمات: 40
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 28
15- مکرم قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر روزنامہ الفضل پر مقدمات کی تفصیل 92
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 29
16- مکرم آغا سیف اللہ صاحب مینجر روزنامہ الفضل مقدمات کی تفصیل 26
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 36
17- مکرم مرزا محمد دین ناز صاحب پر مقدمات کی تفصیل 18
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 31
18- مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب پر مقدمات کی تفصیل 17
تعداد افراد جو مقدمات میں ملوث ہیں 32
19- مقدمات میں سزا پانے والوں کی تعداد 128
20- ملازمت سے فارغ کئے جانے والوں کی تعداد 37
21- قبریں اکھاڑنے والے واقعات 13
22- عام قبرستان میں دفن کرنے میں رکاوٹ 26
23- قبریں مسمار کرنے کے واقعات 4
24- قاتلانہ حملے 50
25- شہداء 44
26- تعداد مساجد جن سے کلمہ مٹایا گیا 66
27- شہید کی جانے والی مساجد کی تعداد 9
28- سیل کی جانے والی مساجد کی تعداد 11
29- مساجد جن کو آگ لگائی گئی 7
30- مساجد جن کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالی گئی 13
31- مساجد جن پر جبراً قبضہ کیا گیا 5
32- مساجد جن پر فائرنگ کی گئی 1

ان مقدمات کا ذکر اب ملکی اور بین الاقوامی اخبارات میں بھی آچکا ہے۔ "دی نیوز" نے سہ سرخی کے ساتھ ان کیسوں پر تبصرہ کیا ہے جس کا ایک حصہ مضمون کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

دی نیوز انٹرنیشنل نے اپنی حالیہ اشاعت میں مظالم کا تازہ تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مختلف عدالتوں میں 658 مقدمات زیر سماعت ہیں اور یہ مقدمات 2467 احمدیوں کے خلاف ہیں۔ یہ تعداد 1984 سے 1995ء تک کے مقدمات کی ہے۔

(22 جنوری 1995ء)

حال میں چھپنے والی ایک کتاب Sectarianism and Ethnic violance in Pakistan نے اپنے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ 216 پر Blasphamy کے تحت مقدمات کی ایک تفصیل دی ہے جو مضمون کے آخر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

سال رواں کے دس مہینوں میں ظلم پر مشتمل بے شمار واقعات میں چند ایک کا تذکرہ کرکے کیا میں ان بنیاد پرست ملاؤں سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ ان واقعات کو کیا قرار دیں گے۔ ظلم یا قادیانیوں کے ساتھ ہمدردی۔

1- پشاور کے علاقہ شب قدر میں دو معصوم نہتے احمدیوں پر وحشی گروہ نے عدالت کے اندر اس لئے حملہ کیا کہ وہ ایک احمدی کی Bail کیوں کروانے آئے ہیں۔ صرف حملہ نہیں' ایک احمدی کا قتل اور اس کی نعش کو رسی سے باندھ کر سڑکوں پر گھسیٹنا' کیا یہ ظلم نہیں۔

2- فیصل آباد کے ایک احمدی دوست طارق جاوید جب سیر کے لئے ایبٹ آباد گئے تو وہاں ایک مقامی ہوٹل Pine view سے بخیریت پہنچنے کی اطلاع جب فون پر گھر یعنی ربوہ کی تو احمدی ہونے کا علم پاکر وہاں کی مجلس ختم نبوت کی یوتھ فورس کے صدر کے تعاون سے طارق جاوید کے کمرہ کی تلاشی لی گئی اور سامان سے ایک کتاب "دینی معلومات" حاصل کرکے پولیس کو رپورٹ کردی۔ 298/C کے تحت تبلیغ کرنے کا جھوٹا مقدمہ بنایا گیا۔ مقامی مجسٹریٹ کی عدالت سے ضمانت کی درخواست رد ہونے پر اب وہ جیل میں ہیں۔

3- چک 98 سرگودھا کے حوالہ سے حال ہی میں ایک واقعہ کی خبر سہ سرخیوں کے ساتھ اخبارات میں لگی اور لکھا کہ ایک قادیانی نوجوان کو توہین رسالت کرتے وقت تین (سرکاری) مسلمانوں نے کیفر

کردار تک پہنچایا کیونکہ اس نے مرزا غلام احمد کو حضرت محمدؐ سے افضل قرار دیا تھا۔ جبکہ حقیقت اس واقعہ کی یوں ہے کہ یہ جھگڑا کرکٹ کے میدان سے شروع ہوا۔ ایک گراؤنڈ پر اس احمدی کو آنے سے روکا گیا مگر یہ بضد رہا۔ اس پر جھگڑا طول پکڑ گیا اور اس دوران اس احمدی وجوان کا قتل ہوا جسے ناموس رسالت کے محافظین نے کیس کو کمزور کرنے کے لئے بالکل اور رنگ دے دیا۔

4- گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے پانچ احمدی احباب پر چند دن قبل C - 298 کے تحت مقدمہ درج ہوا ہے۔ الزام یہ ہے کہ یہ ایک شخص کو تبلیغ کر رہے تھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ ایک لمبے عرصے سے ان احمدی احباب میں سے کوئی بھی اس شخص کو نہیں ملا جس نے مقدمہ درج کروایا اور تبلیغ کی۔ آج کل یہ پانچوں جیل میں ہیں۔

5- ضلع مانسہرہ میں داتا کے مقام پر جامع مسجد کے خطیب مولوی خلیل الرحمٰن کے دائر کردہ مقدمہ زیر دفعہ C - 298 تعزیرات پاکستان کے پیش نظر دو احمدی احباب تاج محمد اور مبارک احمد ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا بھگت رہے ہیں۔

اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ تاج محمد نے جامع مسجد میں عصر کی نماز ادا کی جس پر مسجد کے خطیب نے لاؤڈ سپیکر پر اس کے (سرکاری) مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔ اگلے روز تاج محمد مسجد کے خطیب کے پاس گیا اور اپنے احمدی ہونے کا یقین دلایا۔ جس پر مولوی طیش میں آگیا اور مقدمہ درج کرا دیا۔ تین سال کی اس دل ہلا دینے والی کشمکش کے بعد بالآخر 31 اگست 1995ء کو جسٹس نسیم خان نے فیصلہ دیتے ہوئے لکھا کہ

"یہ ثابت ہوگیا ہے کہ دونوں احمدیوں نے غیر مسلم ہونے کے باوجود مسجد میں مسلمانوں کی طرح عصر کی نماز ادا کی اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ لہٰذا انہیں ایک ایک سال قید بامشقت اور پانچ پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے"

یہاں معاشی سماجی آزادی کا نعرہ لگانے والوں کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس علاقہ میں مارچ 1992ء سے احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ ہے۔ یہاں تک کہ روزمرہ کی اشیائے خوردنی سے بھی ان کو محروم کیا جاتا ہے۔ کوئی دکاندار احمدیوں کو سوداسلف نہیں دیتا حتیٰ کہ دودھ بھی کئی میل دور شہر سے لانا پڑتا ہے۔ ٹیکسی تانگے والے احمدی سوار کو نہیں بٹھاتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ احمدی بچوں کو میلوں میل کا سفر پیدل طے کرکے سکول جانا پڑتا ہے۔

6- 15 مئی 1992ء کو ننکانہ کے ایک احمدی ناصر احمد کے خلاف درج مقدمہ زیر دفعہ C - 295 پر حال ہی میں 23 اپریل 1995ء ناصر احمد کو 6 سال کی سزا سنائی گئی ہے۔ ابتدا میں اس مقدمہ میں 9 احمدی دوستوں کے نام درج تھے۔ جن میں سے ایک نوزائیدہ بچہ بھی شامل تھا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ناصر احمد نے اپنی بچی کی شادی کے دعوت نامہ پر دستور کے مطابق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، السلام علیکم، انشاء اللہ کے الفاظ لکھے تھے۔ جس پر ایک نام نہاد مولوی نے مقدمہ درج کروادیا۔ حالانکہ یہ اصطلاحات کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم سبھی مدتوں سے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔ گزشتہ دنوں میں ننکانہ کے ہی ایک سکھ یاتری نے اپنے بیٹے کی شادی کے دعوتی کارڈ پر ان اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ جس کی کاپی اس مضمون کے ساتھ شامل ہے۔ اس پر یہ مولوی تاحال خاموش ہیں جبکہ انہیں فوراً حرکت میں آجانا چاہئے تھا۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ یہ ظالمانہ قوانین صرف جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے بنائے گئے ہیں اور قراردادیں پاس کروانے والوں سے میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آزادی کا یہی مفہوم ہوا کرتا ہے کہ ایک شخص اپنے مذہب یا عقیدہ کا اظہار تک نہ کرسکے۔ اپنی مذہبی اصطلاحات کو استعمال نہ کرسکے۔

مجھے یہ مولوی حضرات ذرا بتلائیں کہ عرب ممالک میں بسنے والے عیسائی و دیگر غیر مسلم اقوام جن کی مادری زبان عربی ہی ہے وہ اگر یہ کہنا چاہیں کہ اگر خدا نے چاہا تو انشاء اللہ کے سوا کیا کہیں گے۔ ہندو نمستے کی جگہ السلام علیکم کہہ دے تو پاکستانی قانون کس حد تک اس پر لاگو ہوگا۔

اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں یہ الزام تو لگتا سنا گیا ہے کہ مسلمانوں نے کافروں کو زبردستی کلمہ پڑھوایا۔ البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی مثال اس سے پہلے موجود نہ تھی کلمہ پڑھنے کا یہی مطلب ہے نا کہ اس کافر نے اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

جناب اکبر الہ آبادی کو یہی شکایت تھی کہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس زمانہ میں شاید یہ شاعرانہ نوک یا مبالغہ آرائی ہو۔ انگریز حکومت میں خدا کا نام لینے پر کوئی پابندی نہیں تھی یہ سعادت صرف "اسلامی" حکومت کو نصیب ہوئی ان پیشہ ور مولویوں کے ہاتھوں اور اب تک اس سے ملتے جلتے 500 سے زائد مقدمات احمدیوں کے خلاف بنائے جاچکے ہیں۔ کیا اس اسلامی مملکت میں "رب العالمین" صرف "رب المسلمین" ہوکر رہ گیا ہے کیا پاکستان میں اب کسی غیر مسلم کو اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

7 - 15 جنوری 95ء کو لوگوں میں محض ہیجان پیدا کرنے کے لئے اخبارات نے یہ خبر لگادی کہ مرزائیوں کو جلسہ سالانہ کی اجازت مل گئی۔ جس پر ملاؤں کی طرف سے احمدیوں کے خلاف روایتی نفرت کا اظہار کیا گیا۔ حکومت کی تردید پر معاملہ ٹھنڈا پڑا۔ حالانکہ مسلسل 12 سالوں سے جلسہ کرنے کی اجازت نہ دینے سے بڑھ کر اور کون سا ظلم ہوسکتا ہے۔

8 - موضع پپلاں ضلع میانوالی کے چار احمدیوں کی ضمانت کی درخواست گذشتہ چودہ ماہ سے التواء میں پڑی ہوئی ہے۔ ہائی کورٹ سے رد ہونے کے بعد اب سپریم کورٹ میں سماعت کے انتظار میں ہے اور یہ چاروں توہین رسالت ایکٹ کے تحت جیل میں بند ہیں۔

9 - راجن پور میں امیر جماعت احمدیہ اور معلم پر جھوٹا مقدمہ احمدیوں پر ظلم کی عکاسی کررہا ہے۔

10- ظلم پر مشتمل ایک واقعہ جس کا تعلق گو 1995ء سے تو نہیں لیکن قریب زمانہ سے ہے اور ظلم کی تاریخ میں دلچسپی کا باعث ہے وہ یہ کہ جماعت احمدیہ کی سوویں سالگرہ 1989ء میں جہاں حکومت وقت کی طرف سے اس کی Celebrations پر پابندی لگائی گئی وہاں احمدیوں کے نئے کپڑے پہننے۔ بچوں میں مٹھائی بانٹنے اور غریبوں میں خوراک تقسیم کرنے سے بھی حکماً منع کردیا گیا۔ اس غیر انسانی حکم کو بعد میں ہائی کورٹ اور پھر سپریم کورٹ نے درست قرار دیا۔ جسٹس عبدالقدیر چوہدری نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ:

"اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے سے روکنے کے لئے قانون سازی کرے۔" (جنگ لندن)

سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ دنیا بھر کے جج صاحبان اور وکلاء کے لئے بہت انوکھا تھا کیونکہ مذہبی آزادی کا واویلا کرنے والی اسلامی حکومت میں ایک فرقہ کو اپنی خوشی کی تقریبات پر نئے کپڑے پہن کر خوشی کا اظہار کرنے' بچوں میں مٹھائی بانٹنے اور نیازات تقسیم کرنے کو حکماً" روک دیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر کے اکثر دانشوروں نے اس فیصلہ کی مذمت کی:

☐ جرمنی کے Mainz کے علاقہ کی عدالت نے لکھا کہ اس فیصلہ سے احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ ایک پیراگراف میں تو سپریم کورٹ آف پاکستان لوگوں کو احمدیوں کے خلاف تشدد پر ابھارتی ہے اور ظالموں کو یہ یقین دلاتی ہے کہ وہ ان کی طرف داری کرتی ہے۔

☐ برطانیہ کے لارڈ ایوبری جو پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ کے چیئرمین ہیں لکھتے ہیں جج نے احمدیوں کو سلمان رشدی سے ملا کر احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات کو ابھارا ہے اگر سپریم کورٹ کے جج صاحبان ایسی سوچ کے حامل ہوں تو ملک میں امن کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔

• رابرٹ ڈرائن (R. Drinan) جو امریکہ میں جارج ٹاؤن یونیورسٹی لاء سنٹر میں پروفیسر ہیں اور وکلاء کمیٹی فار ہیومن رائٹس کے ممبر ہیں لکھتے ہیں:

گذشتہ دو دہائیوں سے احمدی ظلم اور عدم رواداری کا شکار چلے آرہے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے گذشتہ جولائی کے فیصلہ نے ان پر قانونی دادرسی کے دروازے بند کردیئے ہیں۔

ان تمام ظالمانہ کارروائیوں اور غیر انسانی فیصلوں کے بعد بھی احمدیوں پر ایک عالم دین نے یوں گلہ کیا کہ قادیانیوں نے اقوام متحدہ بلکہ ساری دنیا میں پاکستان کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے مظالم کے سچے جھوٹے افسانوں کی خوب اشاعت کی کیونکہ ان کے پاس Publicity کے وسیع ذرائع موجود ہیں۔ اس طرح دوسرے ملکوں کے لوگ ہمیں غیر مہذب' جاہل' متعصب اور وحشی تصور کرتے ہیں۔

ایک دوسرے دوست نے دخل اندازی کرتے ہوئے کہا کہ مولانا یہ صرف قادیانیوں پر ہی منحصر نہیں رہا۔ زمانہ ہی کچھ ایسا خراب آگیا ہے اور لوگ اتنے بے مروت ہوگئے ہیں کہ جس شخص کا بھی گلا زور سے دبانے کی کوشش کریں وہی آگے سے لال لال آنکھیں نکالتا ہے اور جس کسی کی چارپائی کے نیچے آگ جلائیں وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا ہے اور بدکلامی پر اتر آتا ہے یہ سارا قصور ہی قادیانیوں کا۔ ہم لوگوں نے صحیح سمت شغل اپنا رکھا ہے۔

وہ مطمئن کہ سب کی زبان کاٹ دی گئی
ایسی خموشیوں سے مگر ڈر لگے مجھے

جماعت احمدیہ نے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا واویلا پاکستان کی 50 سالہ تاریخ کے ابتدائی سالوں میں کیوں نہیں کیا اس لئے کہ اس وقت ملک میں مذہبی آزادی تھی۔ بھائی چارہ اور اخوت کا ماحول تھا۔ مظلوم کی داد رسی اگر معاشرے میں نہیں تو کم از کم عدالتوں میں ضرور تھی۔ ہم پاکستان کی 50 سالہ عدالتی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

پہلا دور

1947ء سے 1974ء تک کے عدالتوں کے اہم فیصلوں پر مشتمل ہے جب اس قسم کے دائر کردہ مقدموں کا فیصلہ ججوں نے بڑی جرات سے سنایا مثلاً 6 اکتوبر 1950ء کو سندھ ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ میں لکھا کہ:

"یہ ایک حقیقت ہے اور محمدی قانون کے عین مطابق ہے کہ کوئی عدالت کسی کے مذہبی عقیدہ کی پیمائش نہیں کرسکتی۔ عدالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ وہ سنی مسلمان ہے۔ عدالت کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ اس آدمی کے ذہن میں کیا ہے۔"

فسادات 1953ء کی انکوائری عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ:

"عدالت کا یہ کام نہیں کہ وہ فیصلہ کرے کہ احمدی دائرہ اسلام میں ہیں یا نہیں یہ ایک انتہائی مشکل بلکہ ناممکن سا کام ہے کیوں کہ علماء میں سے کوئی مولوی مسلم کی ایک تعریف پر متفق نہیں ......

عدالت مزید اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مذہب کا حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ یہی قائداعظم کے پاکستان کا تصور تھا جو قانون ساز اسمبلی کے خطاب میں دیا۔

ایک دلچسپ بات اس عدالتی فیصلہ میں یہ سامنے آئی کہ ججوں نے بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 1953ء کی گڑبڑ کی تمام ذمہ داری احمدیہ مخالف طاقتوں پر ڈالی اور اس بات کی نشاندہی کی کہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی اصولوں کے مطابق ہر شخص کو خیالات اور مذہب کی نہ صرف آزادی ہے بلکہ وہ اس کا پرچار بھی کرسکتا ہے اور تبدیل کرنے کا حق بھی رکھتا ہے۔ نیز لکھا کہ عالمی برادری میں پاکستان کا وقار اس بات سے مجروح ہوگا۔

1956ء کے پاکستان کے قانون میں ہر شہری کو یہ گارنٹی فراہم کی گئی اور پھر 1957ء میں سپریم کورٹ نے اس گارنٹی کو مزید پختہ کیا 1969ء میں لاہور ہائی کورٹ نے کسی شخص کے اس حق کو یہ کہہ کر رد کردیا کہ وہ احمدی کو غیر مسلم کہہ سکے۔

دوسرا دور

پاکستان کی عدالتی تاریخ میں 74ء سے 84ء تک کے عرصہ کو دوسرا دور کہا جاسکتا ہے جس میں عدلیہ قدرے کمزور نظر آتی ہے۔ گو اس دور میں بھی عدلیہ نے کافی حد تک میثاق مدینہ اور بین الاقوامی چارٹر کے تحت فیصلے کئے مگر آخری حصہ میں عوام اور حکومت کے جذبات میں بہہ کر رہ گئی۔

1974ء میں احمدیوں کو پارلیمنٹ سے غیر مسلم دلانے کے بعد بھی علماء اس بات پر مطمئن نہ ہوئے تو 1976ء میں عدالت کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تاکہ احمدیوں کو عبادت گاہوں کو مسجد کہنے' نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت سے روکا جاسکے۔ لاہور ہائی کورٹ نے پٹیشن خارج کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ہر شخص کو اپنے ضمیر کے مطابق اپنی عبادت کرنے کی اجازت ہے۔ اس لئے نہ تو کوئی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والا اس کو Guide کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کو Govern کرسکتا ہے۔ حتیٰ کہ عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ان کے سامنے اسلام کی تاریخ میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں جس پر غیر مسلم کی مذہبی آزادی میں کسی طور مداخلت کی گئی ہو۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد سپریم کورٹ نے یہ کہہ کر Releaf دے دی اور اس طرح Interference کا دروازہ کھل گیا کہ اگر قانون میں ترمیم کے لئے قانونی تقاضے پورے کئے گئے ہیں تو پھر ترمیم آنے پر عدلیہ حکومت کو چیلنج نہیں کرسکتی۔

تیسرا دور

عدالتی تاریخ کا تیسرا درد ناک دور 1984ء سے شروع ہوتا ہے جس کو عدالتی سسٹم کے زوال کا دور کہا جاسکتا ہے۔ پہلے ادوار میں اعلیٰ عدالتوں نے آزادی مذہب کی ضمانت دے رکھی تھی اور انہوں نے اس امر کی اجازت بھی نہ دی کہ عدلیہ کا یہ حق مقننہ کو دے دیا جائے مگر اس دور میں بڑی بے باکی سے یہ حق مقننہ کو دے دیا گیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مارشل لاء کے اسلامائزیشن کے دور میں 84ء میں احمدیوں پر پابندیاں لگانے کے مطالبہ کو دوہرایا گیا۔ چنانچہ آرڈیننس کے تحت یہ تمام پابندیاں لگوی گئیں۔ جس کو پہلے ہائی کورٹ لاہور اور پھر وفاقی شرعی عدالت نے جائز قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ بنیادی حقوق کے مخالف نہیں نیز کہا کہ

74ء کے قانون میں جو ترمیم کی گئی تھی یہ اس کی ایک کڑی ہے۔

نیز 53ء کے عدالتی ریمارکس کے بالکل برعکس احمدیوں پر یہ الزام لگایا کہ وہ قانون کی پابندی نہیں کررہے اور مسلمانوں کے جذبات کو ابھارتے ہیں۔ لہٰذا احمدیوں کو چاہیے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کو کوئی اور نام دے لیں۔ اذان کی بجائے کوئی اور راستہ اپنائیں اور یہ کسی طور پر بھی ان کے مذہب میں مداخلت نہیں۔

دو ماہ بعد مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ کے کیس کا تفصیلی فیصلہ سناتے ہوئے عدالت نے یہ کہا کہ احمدیوں کو اس امر کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ شرعی اصطلاحات کا استعمال کرکے مسلمانوں کو دھوکہ دیں کیونکہ یہ صرف مسلمانوں کا حق ہے۔ اس طرح بین الاقوامی قانون کی دھجیاں اڑادی گئیں کیوں کہ Universel Declaration of Human Rights (UDHR) کے مطابق اقوام متحدہ کے چارٹر میں مذہب کی بنیاد پر تفریق بنیادی مسئلہ ہے اور ہر انسان کو اپنے مذہب کا اعلان کرنے، اس کا پرچار کرنے اور اسے تبدیل کرنے کا حق ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کے تقریباً تمام چارٹرز اس کی تائید کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے سب کمیشن نے بھی آرٹیکل 20 کو آزادی ضمیر کے خلاف قرار دیا ہے اور حکومت پاکستان کو کہا ہے کہ وہ آرٹیکل 20 کو ختم کرے اور ملک میں بنیادی حقوق اور بنیادی حق آزادی کو دوبارہ رائج کرے۔

مگر عدالتوں نے خصوصی طور پر فیڈرل شریعت کورٹ نے اسے اندرونی مسئلہ قرار دے کر رد کردیا اور جناب جسٹس محمد حلیم صاحب چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کے اس بیان سے بھی لاتعلقی کا اظہار کردیا کہ آج کل کی مہذب دنیا میں ہر ملکی مسئلہ درحقیقت بین الاقوامی مسئلہ ہوتا ہے۔

اس طرح جہاں بین الاقوامی وقار مجروح ہوا وہاں بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی بار بار کی اس یقین دہانیوں کا مذاق اڑایا گیا جو آپ نے 14 نکاتی پروگرام، پھر 1940ء کی قرار داد میں پھر 1943ء میں دہلی میں کروائیں کہ اقلیتوں کی ہر حال میں حفاظت کی جائے گی۔ ہر مہذب ملک میں ایسا ہی ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ قائد اعظم کے اس فرمان کے مطابق 1984ء سے قبل ملک مہذب رہا اور جماعت احمدیہ نے اس بارہ میں کوئی آواز بلند نہ کی مگر جونہی ملک پاکستان نے تہذیب کو خیرباد کہنا شروع کیا اس کے خلاف بین الاقوامی سطح پر آواز بلند کی جسے یہ بنیاد پرست اور پیشہ ور ملاں ملک کے خلاف مہم قرار دے رہا ہے۔

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

پاکستان کو تہذیب کے دائرے میں دوبارہ لانے کا کام جماعت احمدیہ کررہی ہے کیوں کہ وہ اس سے سخت تکلیف محسوس کررہی ہے وہی ملک جس کے بنانے کے لئے جان کی بازی بھی لگائی وہی اپنے باسیوں سے آزادی چھین رہا ہے ___

عدالتوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر کھوئی ہوئی عزت اور وقار کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے انصاف کے تقاضے اسی طرح پورے کریں جیسے 1974ء سے پہلے تک کرتے آئے ہیں۔

کیا اس زمانہ کے ججز حضرات کو آزادی کا مفہوم نہیں آتا تھا۔ آج مولوی اسلام کی ترقی کے راستہ میں ہر روز Breakers بناتا رہتا ہے اس کی حوصلہ شکنی Speed کی ضرورت ہے آزادی کا صحیح مفہوم 1500 سالوں میں کسی عالم کی سمجھ میں نہ آیا اگر آیا تو چودھویں صدی کے پاکستانی ملاؤں کو۔

عوام کو بھی یہ بلٹ بلور کرانے کی ضرورت ہے کہ صرف پاکستانی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی تاریخ میں آنحضرت کے زمانہ سے لے کر آج تک کوئی ایک بھی ایسا اسلامی فرقہ نہیں جسے کلمہ پڑھنے سے جبراً روکا گیا ہو، جسے نمازیں پڑھنے سے روکا گیا ہو، جسے حج پر جانے سے روکا گیا ہو، مسجدیں بنانے اور مسجدوں کو مسجدیں کہنے سے روکا گیا ہو اذان دینے سے روکا گیا ہو۔

حتیٰ کہ مسلمانوں نے شیعوں کی اذان برداشت کرلی جس میں علی ولی اللہ کے الفاظ زائد ہیں مگر انہیں اذان دینے سے نہیں روکا گیا۔ اگر روکا گیا تو صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو۔ یہ ساری باتیں 1984ء میں پوری طرح سزا بن کر احمدیوں پر نازل ہوئیں۔

ہاں مجھے یاد آیا عالم اسلام کی تاریخ میں ایک دفعہ روکا گیا اور وہ آنحضرتؐ اور آپ کو صحابہ کو۔ مگر کفار مکہ کی طرف سے نہ کہ اپنے ہی لوگوں کی طرف سے مگر آج افسوس یہ ہے کہ ستم کی انتہاء ہے اپنوں کی طرف سے۔ آج یہ اسے ظلم نہیں گردانتے مگر مولانا تاج محمد ناظم اعلیٰ ختم نبوت بلوچستان نے عدالت میں تحریراً یہ اعتراف کیا کہ **ہم آج احمدیوں کے ساتھ وہی کچھ کررہے ہیں جو مشرک رسول خداؐ اور ان کے ماننے والوں سے کیا کرتے تھے۔**

چنانچہ وہ بیان داخل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بیان تو بہت لمبا ہے اس کا آخری حصہ یہ ہے۔

اسلامی کلمات کے مطابق کوئی بھی غیر مذہب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا بیج نہیں لگاسکتا یہ درست ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا اذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جو اب ہم احمدیوں سے کررہے ہیں۔ (اصل کاپی لف ہے)

تھم سا حسیں اور قتل محبت
وہم ہے شاید سرخی دامن

آخر میں ایک بار پھر قرآن کے اس اصول کو بیان کرکے مولوی حضرات سے ظلم کی تعریف پوچھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارئیت الذی ینھی عبدا اذا صلی (سورۃ العلق)

کہ تم نے اس بدبخت کا حال نہیں دیکھا کہ جب خدا کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اسے نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ فیصلہ خود کریں ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟ (فرقان لاہور ۲۵ جنوری ۱۹۹۶ء)

بولتے ہوئے دستاویزی ثبوت ملاحظہ فرمائیں

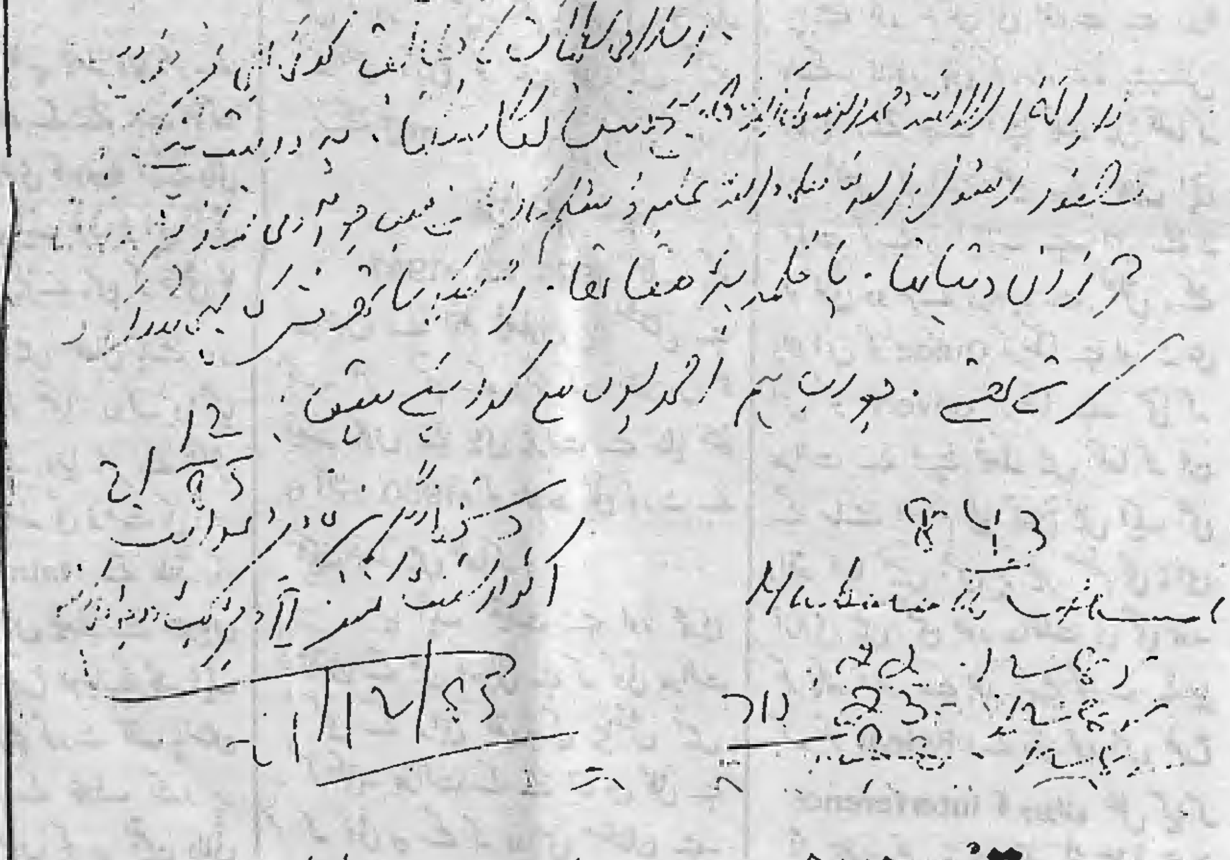

مختلف تھانوں میں احمدیوں کے خلاف رپورٹس کی نقول

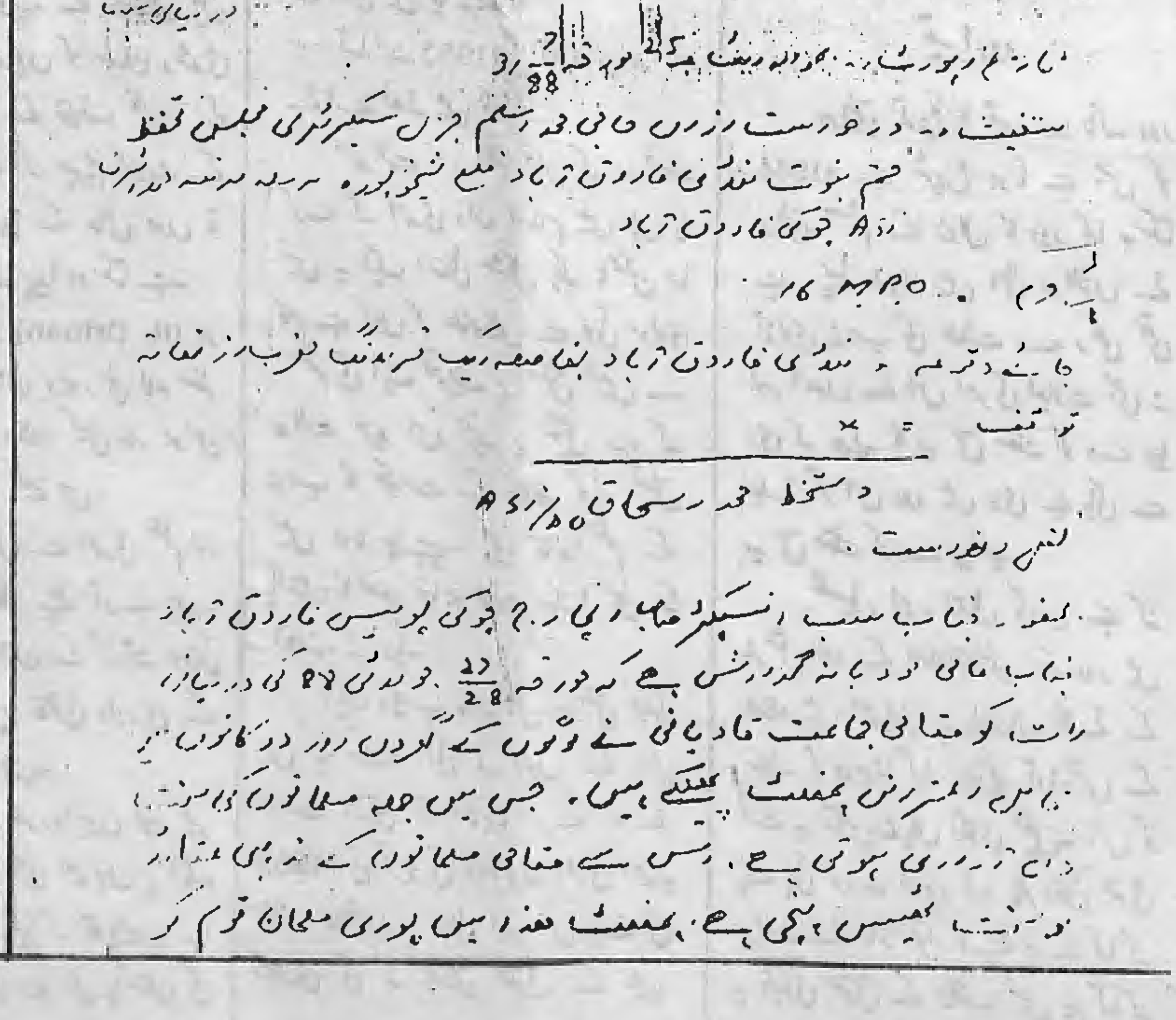

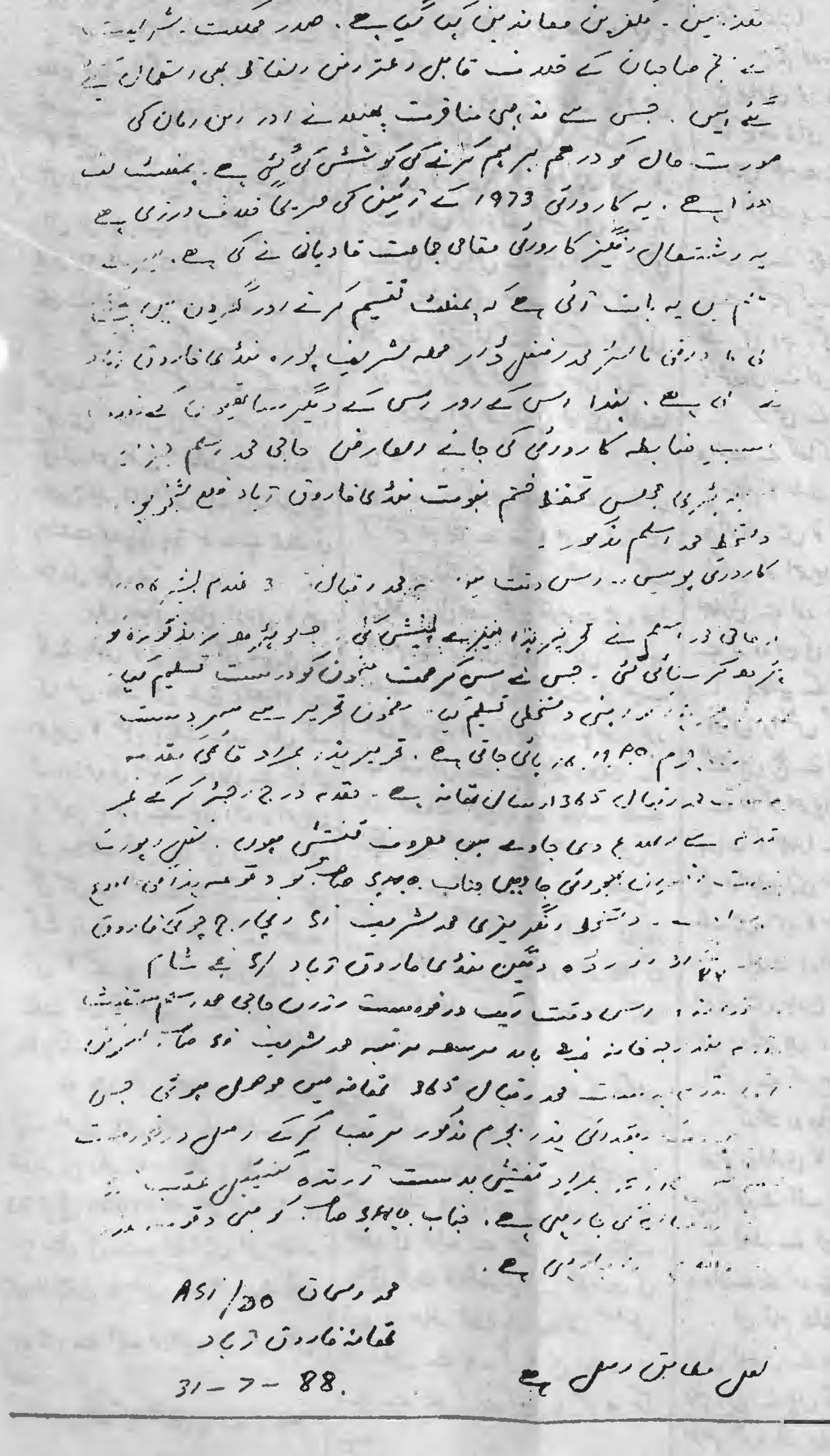

Asi ... 31-7-88.

نقل مطابق اصل ہے

تھانہ سٹی کبیروالہ ضلع خانیوال — نمبر مقدمہ 51/87 — تاریخ و وقت وقوعہ: نامعلوم

1	تاریخ و وقت رپورٹ	18 8/87 بوقت 1/2 12 بجے دن ... رپٹ نمبر 15
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	تحریری درخواست ... امداد اللہ سیکرٹری تنظیم الائمہ
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ گیا ہو	298 - ج ت پ
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	کبیروالہ فاصلہ 2 فرلانگ جانب شرقی ...
5	کاروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو اس کی وجہ بیان کی جائے	حسب آمد تحریری درخواست

دستخط اردو محمد غضنفر علی عہدہ محرر ASI

بخدمت جناب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب آف پولیس کبیروالہ جناب عالی گزارش ہے کہ مسمی رشید احمد ولد نامعلوم ساکن ... کبیروالہ نزد ... قادیانی ہے جس نے مکان کے دروازہ پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے حالانکہ وہ مسلمان نہیں ... قادیانی ... اسلامی ... استعمال ... ثبوت موقعہ پر موجود ہے لہذا درخواست ہے کہ اس کے خلاف کاروائی کی جاوے۔ عرضے تنظیم الائمہ کبیروالہ دستخط ... امداد اللہ 16/8/87

کاروائی پولیس۔ اس وقت تحریری درخواست موصول ہوئی ہے مضمون درخواست و واقعات ... سے بصورت جرم 298 ج ت پ کا پرچہ ... بغرض تفتیش ... نقل ... پولیس معہ اصل درخواست ... محمد ... ASI ہوئی

محمد غضنفر علی ASI محرر تھانہ سٹی کبیروالہ

18/8/87

BLASPHEMY CASES UNDER 295 - C AND RELATED

SECTION OF PPC 1987 - APRIL 1994

Ahmedis:

1.	Sh. M. Aslam	Punjab	481/27.8.87	Pending
2.	Mukhtar Ahmed	Sindh	106/13.8.87	Pending
3.	Ch. Khalil Ahmed	Sindh	70/17.2.87	Pending
4.	Kaleem Ahmed	Punjab	381/28.10.87	Pending
5.	Hakim Jamil	Punjab	260/28.10.87	Pending
6.	Mirza Mohammad	Sindh	15/5.4.88	Pending
7.	Rashid Ahmed Khan	Sindh	52/5.4.88	Pending
8.	Malik Nisar Ahmed	Punjab	81/14.4.88	Pending
9.	Maulana Dost Mohd.	Punjab	127/23.3.88	Impressed
10.	Mirza Mubarak	Sindh	1/3.1.89	Pending
11.	Sh. M. Yousaf	Punjab	/20.9.89	Complaint
12.	Muhammad-ud-Din	Sindh	128/11.9.90	Pending
13.	Mohammad Ashraf	Punjab	415/3.10.90	Acquitted
14.	Ghaffar Ahmed Butt	Punjab	159/21.9.91	Pending
15.	Khawaja Mohammad	Punjab	204/8.3.91	Pending
16.	Mobashir Ahmed	Sindh	49/31.3.92	Pending
17.	Ijaz Ahmad	Sindh	50/3.4.92	Pending
18.	Ch. Nasir Ahmed	Punjab	122/16.5.92	Pending
19.	Mansoor Ahmed	Sindh	71/5.10.92	Pending
20.	Habibullah	Punjab	326/29.10.92	Pending
21.	Ch. Atteeq Ahmed	Punjab	274/10.11.92	Pending
22.	Rashid Ahmed	NWFP	529/17.7.93	Pending
23.	Islam Khan	Punjab	-/-	Impressed
24.	Riaz Ahmed	Punjab	160/21.11.93	Pending
25.	Ms. Kasira Shahzadi	Punjab	16/4.2.93	Discharged
26.	Mian Rafique Ahmed	Punjab	-/9.10.93	Pending
27.	Syed Bashir Ahmed	NWFP	374/	Pending
28.	Rana Mhd. Arsal	Punjab	120/26.11.93	Pending
29.	Naseem Safi	Punjab	12/15.1.94	Pending
30.	Naseem Safi	Punjab	26/21.1.94	Pending
31.	Mirza Muhammad	Punjab	11/15.1.94	Pending

(Sectarianism in Pakistan Page 216)

تھانہ ننکانہ صاحب ... وقت و تاریخ ... بجے شام

سنسنیٹ بذریعہ درخواست ... محمد اسحاق قوم ... سکنہ ... ننکانہ صاحب

... 298c - 295 ت پ

نامہ ... تفتیش ... تھانہ جنوب مشرقی

محمد سعید بیگ محرر ...

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ ننکانہ صاحب مضمون درخواست برائے اندراج پرچہ زیر دفعہ 298c / 295A برخلاف محمد اشرف ولد محمد شریف ساکن ... شادباغ کالونی ننکانہ صاحب۔ جناب عالی گزارش ہے کہ ... 88 کو میں ... جانے کے لئے بس میں سوار ہوا۔ میری سیٹ کے آگے والی سیٹ پر ایک آدمی جس کا نام بعد میں محمد اشرف ولد محمد شریف سکنہ ... شادباغ کالونی ننکانہ معلوم ہوا۔ ایک کتاب شان خاتم الانبیاء کے چند پہلو کو ... اردو سے ... پڑھ رہا تھا اور قادیانی عقائد کی تبلیغ کر رہا تھا۔ محمد اشرف مذکور کتاب مذکورہ کی کاپیاں بھی لوگوں میں تقسیم کر رہا تھا۔ ایک کتاب مجھے بھی دی۔ جو لف ہمراہ درخواست ہے۔ درخواست گزار نے اُسے قادیانی عقائد کی برسر عام تبلیغ سے منع کیا تو اس نے کہا کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ اور وہ اسے جاری رکھے گا۔ بس مذکور میں محمد ساجد ولد محمد ... سکنہ ننکانہ صاحب اور محمد صادق ولد عبدالرشید سکنہ ننکانہ صاحب بھی موجود تھے جنہوں نے محمد اشرف کو تبلیغ سے ... ہوا

... برسر عام قادیانی ... تبلیغ کرنے کی بنا پر ... پرچہ ... 88 ... محمد اسحاق ... سکنہ ... ننکانہ ...

S/O. Nankana Sahib DSP ... Register the case ... 15-5-88

... تھانہ ... درخواست ... محمد اسحاق ... برویئے درخواست جرم 295A / 298C ت پ ... ہے ... پرچہ ... تحریر ... کتاب شان خاتم الانبیاء ... بغرض تفتیش ... ننکانہ ... جاری ہے ... ہے۔

... نقل ... ہے

محمد ... بیگ محرر ASI 15-5-88

شادی کے دعوتی کارڈ کا عکس جس کا مضمون ھذا میں حوالہ دیا گیا ہے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105

THE WEEKLY

BADR

QADIAN 143516

☎ 01872-20757

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 19 SEPTEMBER 1996 ISSUE NO -38

ہومیو پیتھی طریقِ علاج کے متعلق آسان اور مُفید معلومات

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۲)

ابسنتھیم

ABSINTHIUM

(Common Worm Wood)

ابسنتھیم کا سب سے نمایاں اثر دماغ پر ہے اور یہ مرگی کے دوروں میں بہت نمایاں اثر کرنے والی دوا ہے۔ اگر مرگی کے دوروں میں کیوپرم کی طرح جسم کا نیلا ہونا اور ہاتھ پاؤں کا مڑنا ظاہر نہ ہو تو دیگر علامتوں میں ابسنتھیم ہی دینی چاہیئے۔ مرگی کے حملہ سے قبل مریض اعصابی بے چینی محسوس کرتا ہے اچانک متلی ہوتی ہے وہمی نظارے اور خیالی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں، جسم کانپتا ہے اور زبان دانتوں میں آ جاتی ہے۔ مونہہ سے جھاگ نکلتا ہے اور مریض بےہوش ہو جاتے ہیں۔ اعصابی ہیجان کے ساتھ عمومی بےخوابی بھی پائی جاتی ہے۔ ہسٹیریائی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اس دوا سے تعلق رکھنے والی مرگی زہریلی کھمبیاں (مشروم) کھانے سے پیدا ہونے والے زہر کی علامات سے ملتی ہے۔ کھمبیاں کھانے میں ہمیشہ احتیاط سے کام لیناچاہیئے، کبھی خود توڑ کر نہیں کھانی چاہئیں کیونکہ ان کی بعض قسمیں بہت خطرناک ہوتی ہیں جن کا فرق کرنا مشکل ہوتا ہے اور بہت مہارت کی ضرورت ہے۔

ابسنتھیم کا مریض کھلی فضاء اور اونچی جگہوں سے گھبراتا ہے، چکر آتے ہیں جن میں پیچھے کی طرف گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مریض کی یادداشت کمزور ہو جاتی ہے اور وہ تواہمات کا شکار رہتا ہے۔ ہر چیز سے بےپرواہ ہو جاتا ہے۔ خیالات پریشان ہوتے ہیں آنکھوں کی پتلیاں غیر متوازن ہو کر مختلف سمتوں میں پھیل جاتی ہیں۔ نظر دھندلا جاتی ہے۔ گدی میں درد جو جلسیمیم سے مشابہ ہوتا ہے۔

ابسنتھیم میں معدے کی علامتیں بھی نمایاں ہیں، بھوک نہیں لگتی اور غذا ہضم نہیں ہوتی۔ ڈکار، متلی، قے، معدے میں بھاری اپھارہ اور ہوا کا سخت زور ہوتا ہے۔ عموماً قبض رہتی ہے، پیشاب بہت آتا ہے جس کا رنگ گہرا اور سخت بو ہوتی ہے۔ یہ علامت کالی فاس میں بھی ملتی ہے لیکن کالی فاس مرگی کی دوا نہیں ہے۔

مریض کی زبان موٹی ہو کر باہر نکل آتی ہے اور کانپتی ہے، بولنے میں دقت ہوتی ہے اور فالجی اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔

عورتوں میں سن یاس سے قبل ہی حیض بند ہو جائے تو ابسنتھیم حیض کو دوبارہ جاری کر دیتی ہے۔

سینہ میں دل کے مقام پر بوجھ محسوس ہوتا ہے اور دل کی دھڑکن بےقاعدہ اور بہت تیز ہو جاتی ہے، گلے میں زخم اور حلق متورم گولا پھنسنے کا احساس ہوتا ہے۔

پاؤں بہت ٹھنڈے کمر اور کندھوں میں درد اعضاء کانپتے ہیں اور تشنجی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔

ایکونائٹ نیپلیس

ACONITUM NAPELLUS

(Monk's Hood)

ہومیو پیتھی میں جو دوائیں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں ان کے متعلق میں آپ کو بتاؤں گا کہ ان کی نوعیت کیا ہے اور زیادہ تر کن موقعوں پر استعمال ہوتی ہیں اور ان کا مزاج کیا ہے۔ اگر آپ ان دواؤں کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ان پر عبور حاصل کرلیں تو روزمرہ کی بیماریوں میں خدا کے فضل سے ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ سینکڑوں دواؤں میں سے سر دست میں نے کم و بیش ڈیڑھ سو دوائیں آپ کے لئے چنی ہیں ان دواؤں کے آغاز میں ایکونائٹ ہے جس کا پورا نام ACONITUM NAPELLUS ہے۔ اردو میں اسے "میٹھا تیلیا" کہا جاتا ہے۔ عام طور پر ایکونائٹ کے نام سے ہی مشہور ہے۔ یہ ایک زہر ہے جس کا انسانی جسم کے مختلف حصوں پر اثر پڑتا ہے۔ کچھ تو طب کی کتابوں میں روایتی طور پر دوسرے زہروں کی طرح اس کا ذکر بھی ملتا ہے لیکن زیادہ تر تفصیلی اور باریک اثرات کا علم ڈاکٹر ہانیمن اور دوسرے ہومیو پیتھک کا تجربہ کرنے والوں نے اپنی اپنی ذات پر آزمائش (Proving) کے ذریعے حاصل کیا۔ آزمائش کا طریقہ یہ نہیں کہ ایکونائٹ یا کسی اور زہر کو خالص حالت میں استعمال کر لیا جائے بلکہ جو بنیادی اصول انہوں نے پیش کیا اور ایکونائٹ کے حوالے سے اسے ثابت کیا وہ یہ تھا کہ اگر کسی زہر کو ہومیو پیتھی پوٹینسی میں جبکہ وہ بالکل خفیف اور زہریلے اثر کے لحاظ سے غیر موثر ہو چکا ہو کسی صحتمند انسان کو بار بار دیا جائے تو جسم اس مسلسل چوٹ سے مغلوب ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف رد عمل دکھانے کے بجائے ایسی علامتیں ظاہر کرتا ہے جیسے اصل زہر تھوڑی سی مقدار میں دے دیا گیا ہو لیکن یہ علامتیں اتنی خطرناک نہیں ہوتیں کہ زیادہ نقصان پہنچائیں یا زندگی کے لئے خطرہ بن جائیں بلکہ خفیف اور عارضی ہوتی ہیں۔

اس طریقہ آزمائش میں ایکونائٹ کی جو خصوصیات سامنے آئیں ان میں خوف تیزی شدت اور اچانک پن نمایاں ہے۔ بیماری اچانک حملہ کرتی ہے اور مریض سخت خوفزدہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس خطرناک بیماری سے شائد بچ نہ سکے۔ ایکونائٹ عموماً خشک اور ٹھنڈے موسم کی دوا کہلاتی ہے مگر ضروری نہیں کہ صرف ایسے ہی موسم میں فائدہ مند ثابت ہو۔ ایکونائٹ کی علامتیں پائی جائیں تو بیماریوں کے آغاز میں استعمال کرنے سے بسااوقات بیماریاں آگے نہیں بڑھتیں اور ابتدائی حالت میں ہی بیماری کو ختم کرنے میں مددگار ہوتی ہے اگر فائدہ نہ بھی پہنچائے تو نقصان کوئی نہیں ہے۔

ایکونائٹ کو رسٹاکس سے جو مرطوب موسم کی دوا ہے ملا کر دیا جائے تو صرف بیماریوں کی ابتداء میں ہی نہیں بلکہ بیماری کی شدت کو ختم کرنے میں بھی حیرت انگیز اثر دکھاتی ہے۔ میرے نزدیک یہ عام اسپرین کا بہترین بدل ہے۔ ہر بیماری کے آغاز میں جب طبیعت میں بے چینی اور بخار کی کیفیت ہو اور محسوس ہوتا ہو کہ کچھ ہونے والا ہے تو ایکونائٹ، رسٹاکس کی ۲۰۰ طاقت میں دو تین خوراکیں بیماریوں کو آغاز میں ہی ختم کر دیتی ہیں اور بعد میں آنے والی بیماری کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔ ایک دفعہ میجر محمود صاحب سیکورٹی آفیسر ہمارے ساتھ سائیکلنگ پر گئے۔ سخت بارش ہو رہی تھی اور سردی بھی بہت تھی ہم سب بھیگ گئے۔ صبح انہیں بخار ہو گیا اور جسم میں شدید درد تھا۔ انہیں ایکونائٹ ۲۰۰ + رسٹاکس ۲۰۰ (Aconite+ Rhustox200) اور آرنیکا ۲۰۰ + برائیونیا ۲۰۰ (Bryonia + Arnica 200) کی دو تین خوراکیں نصف گھنٹے کے وقفہ سے باری باری استعمال کروائیں، چند گھنٹوں میں بالکل ٹھیک ہو گئے اور بیماری وہیں رک گئی۔ الحمدللہ۔

یہ نسخہ میں نے لمبے تجربہ کے بعد اخذ کیا ہے۔ اس کا انتڑیوں، پھیپھڑوں اور معیادی بخار سے تعلق ہے۔ ان کے علاوہ ملیریا سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔ اگر بخار کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو ایسی صورت میں Aconite+ Rhustox 200 اور Bryonia + Arnica 200 میں باری باری دینے سے چند خوراکوں کے بعد نمایاں افاقہ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر صورت میں یہی حتمی نتیجہ نکلے بسا اوقات بیماری کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ میں نے ان دواؤں کو کئی دفعہ انفلوئنزا میں ناکام ہوتے دیکھا ہے۔ اگر بالکل شروع میں دے دی جائیں تو ٹھیک ہے اگر ذرا دیر ہو جائے تو انفلوئنزا ان سے قابو نہیں آتا اور دوسری دوائیں دینا پڑتی ہیں۔

بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک حاد (ACUTE) یعنی آناً فاناً شدت سے حملہ آور ہونے والی۔ دوسری مزمن (CRONIC) جو آہستہ آہستہ جسم میں پیدا ہوتی ہیں اور لمبے عرصہ تک رہتی ہیں ان کی بھی کئی قسمیں ہیں کچھ تھوڑا عرصہ رہنے والی ہیں جیسے ٹائیفائیڈ وغیرہ اور کچھ لمبا عرصہ جسم سے چمٹ جانے والی ہیں مثلاً تپدق، دمہ یا پھر غدودوں کا آہستہ آہستہ پھول کر کینسر میں تبدیل ہو جانا۔ ایکونائٹ کو حاد بیماریوں کے علاج میں استعمال ہونے والی دواؤں میں سرفہرست رکھا جاتا ہے۔

گردے کی درد میں ایکونائٹ ۱۰۰۰ کو بیلاڈونا ۱۰۰۰ کے ساتھ ملاکر وقفہ وقفہ سے دو خوراکیں دی جائیں تو بہت جلد فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ نسخہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے لیا تھا اور بعض مریضوں پر استعمال کرکے دیکھا تو خدا کے فضل سے بہت فائدہ پہنچا۔ بیلاڈونا میں ایک خاصیت یہ پائی جاتی ہے کہ ایکونائٹ کی طرح یہ بھی فوراً اثر کرتا ہے اور بیماری ختم ہو جاتی ہے لیکن اس میں خوف کی بجائے ایک قسم کی غنودگی اور بے حسی پائی جاتی ہے۔ چونکہ گردے کے درد میں اچانک پن اور خوف کا عنصر پایا جاتا ہے اس لئے یہ دونوں دوائیں مل کر اچھا اثر دکھاتی ہیں لیکن اگر گردے کی تشنجی درد کو گرمی سے آرام آتا ہو تو بیلاڈونا کوئی فائدہ نہیں دے گی کیونکہ اس میں دوران خون تیز ہو کر متاثرہ عضو میں جمع ہو جاتا ہے سر میں درد ہو تو سر پھٹنے لگتا ہے سارے چہرے پر سرخی اور غیر معمولی تناؤ پیدا ہو جاتا ہے معمولی حرکت اور ہلکی سی آواز بھی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ پہلے سے بڑھے ہوئے دوران خون میں تموج پیدا ہو تو تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے ایسے مریض کو گرمی پہنچائیں تو نقصان ہوگا۔ جہاں گرمی سے افاقہ ہوتا ہو وہاں "میگ فاس" سے فائدہ ہوگا اور جہاں سردی سے آرام محسوس ہو وہاں بیلاڈونا کام کرے گا۔

اگر اچانک تشنج ہو جائے تو باوجود اس کے کہ یہ حاد مرض نہیں ہے مگر ایکونائٹ اس میں مفید اثر دکھاتی ہے۔ دل کی بیماریوں میں بھی اثر کرتی ہے جو مزمن کہلاتی ہیں۔ حضرت المصلح موعودؓ دل کی تکلیف میں ایکونائٹ اور کریٹیگس Q (CRAETEGUS) ملا کر دیا کرتے تھے۔ میں نے بھی عموماً اس نسخہ کو بہت مفید پایا ہے۔ ایکونائٹ کو مدر ٹنکچر کی صورت میں ہی کریٹیگس Q سے ملا کر ٹانک بنایا جاتا ہے۔ آٹھ دس قطرے کریٹیگس Q کے اور صرف ایک دو قطرے ایکونائٹ کے پانی میں ملا کر دیں تو اللہ کے فضل سے بہت موثر ثابت ہوتے ہیں۔ ایکونائٹ کی زیادہ مقدار خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے احتیاط کرنا چاہیئے۔

ایسا مریض جس کے دل کے دھڑکنے کی رفتار معمول سے زیادہ ہو اس کے لئے ایکونائٹ بہت مفید ہے بعض دفعہ معدے میں ہوا پیدا ہونے سے یا اعصابی کمزوری کی وجہ سے دل بہت تیزی سے دھڑکنے لگتا ہے۔ نیند بھی نہیں آتی۔ اگر کسی چیز کا خوف ہو، کوئی بری خبر سنی ہو یا امتحان دینے کے لئے جانا ہو یا کوئی ابتلاء درپیش ہو تو ہیجان سے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور اس میں شدت پائی جاتی ہے۔ ایکونائٹ ۳۰ یا ۲۰۰ طاقت میں دینے سے دل کی دھڑکن معمول پر آ جاتی ہے اور طبیعت پرسکون ہو کر نیند آ جاتی ہے۔

ایکونائٹ بعض ذہنی امراض میں بھی مفید ہے۔ صدمے یا مایوسی سے دماغ پر اچانک اثر ہو جائے اور چیزوں سے بےجا خوف آنے لگے تو بیماری کے ابتدائی حصہ میں ہی ایکونائٹ استعمال کرنے سے نمایاں فرق پڑتا ہے لیکن اگر بیماری لمبی ہو جائے تو پھر دوسری دوائیں استعمال کروانا چاہئیں جن میں سلفر نمایاں ہے۔ سلفر کو ایکونائٹ کی مزمن دوا کہا جاتا ہے۔ سلفر کی جو علامات مستقل لمبی بیماریوں میں ملتی ہیں وہ عارضی طور پر ایکونائٹ میں پائی جاتی ہیں۔

روزمرہ کی زندگی میں ایسی بیماری جو مضر جراثیم کے حملہ کی وجہ سے ہو مثلاً باسی غذا کھا لی جائے جس میں تعفن پیدا ہو چکا ہو خواہ انسان کو پتہ چلے یا نہیں تو اس سے اسہال شروع ہو جائیں یا اچانک پیچش شروع ہو جائے، اسی طرح برسات کے موسم میں ہونے والی خونی پیچش جس میں خوف بھی شامل ہوتا ہے اور اس موسم کی انتڑیوں کی خرابیوں میں خصوصیت سے ایکونائٹ بہت موثر ہے۔

بعض بیماریوں میں مریض خوف سے چیخیں بھی مارتا ہے اور چکر بھی آنے لگتے ہیں مثلاً اگر راستہ چلتے ہوئے خصوصاً عورتوں پر کتا اچانک جھپٹے تو خوف زدہ ہو کر چکر آنے لگتے ہیں اور کافی دیر تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ ایسی حالت میں ایکونائٹ دینا بہت مفید ہے۔

اگر آنکھوں میں اچانک سوزش ہو جائے تو ایکونائٹ اور بیلاڈونا بیک وقت ذہن میں آنی چاہئیں۔ مزید علامات ظاہر ہونے کا انتظار کئے بغیر دونوں کو اکٹھا استعمال کرنا چاہیئے

باقی صفحہ ۷ پر

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مرکزِ احمدیت قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ستائیسواں اور اطفال الاحمدیہ بھارت کا اٹھارہواں

سالانہ اجتماع

اپنی مخصوص جماعتی روایات کے ساتھ
مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ اخاء ۱۳۷۵ ہش
مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۶ء
بروز جمعہ۔ہفتہ۔اتوار منعقد ہو رہا ہے

"مجالس کی سو فیصد نمائندگی ہونی چاہیئے"
ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

الداعی:۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ قادیان